قادیانیت

اور

تحریک تحفظ ختم نبوت

فروغ احمد اعظمی مصباحی

سابق صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

شیخ الحدیث دار العلوم مدینۃ العربیہ دوست پور ضلع سلطان پور یوپی

مبلغ اسلام ریسرچ سینٹر ممبئی انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کی سلور جبلی (جشن سیمیں) اور "تحریک تحفظ ختم نبوت"
کی ڈائمنڈ جبلی (جشن صد سالہ ۲۰۰۰ء) کے موقع پر فتنۂ قادیانیت کا تعارف، محاسبہ، اور رد، نیز
تحریک تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں کا عہد بہ عہد جائزہ

قادیانیت

اور

تحریک تحفظ ختم نبوت

از

فروغ احمد اعظمی مصباحی

سابق صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی یوپی۔ انڈیا

شیخ الحدیث دار العلوم مدینۃ العربیہ دوست پور ضلع سلطان پور یوپی

ناشر

مبلغ اسلام ریسرچ سینٹر، ممبئی، انڈیا

تفصیلات

نام کتاب: قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت

مصنف: فروغ احمد اعظمی مصباحی

حسب فرمائش: حضرت علامہ مفتی محمد شفیق الرحمن عزیزی مصباحی ہالینڈ

کمپوزنگ: (مولانا) عبد الجبار علیمی نیپالی، مبلغ اسلام ریسرچ سینٹر

سن اشاعت: بار اوّل ـــــــــ ہالینڈ ۲۰۰۰ء

بار دوم ـــــــــ پاکستان ......

بار سوم ـــــــــ اڑیسہ ۲۰۰۶ء

بار چہارم ـــــــــ ممبئی، انڈیا ۲۰۲۲ء

صفحات: ۱۲۸

قیمت:

ناشر: مبلغ اسلام ریسرچ سینٹر، ممبئی، انڈیا

ملنے کے پتے

① مبلغ اسلام ریسرچ سینٹر، جمدا شاہی، ضلع بستی

② دار العلوم علیمیہ آفس، مصطفیٰ بازار، ممبئی

③ واسطی فاؤنڈیشن، دار العلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، ضلع سلطان پور

④ خان پرنٹرس، نزد کوتوالی، شہر بستی

نذرانۂ عقیدت

خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین

سیدنا و مولانا جناب

محمد رسول اللہ ﷺ

کی بارگاہ بیکس پناہ میں

باادب......

اس عرض تمنا کے ساتھ کہ ؎

اوروں کی طرف پھینکے ہیں گل اور ثمر بھی

اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

امیدوار نظر کرم، ایک گنہ گار امتی

فروغ احمد اعظمی مصباحی حبیبی

انتساب

① فاتح قادیان، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ والرضوان

② مجدّدِ اسلام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

③ مبلغ اسلام، شہید عشق و محبت، حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ

کے نام جنھوں نے بین الاقوامی پیمانے پر
سب سے پہلے فتنۂ قادیانیت سے دنیا کو آگاہ کیا اور سد باب بھی

④ نیز ان کے فرزند ارجمند، سفیر اسلام، قائد اہل سنت، علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ
بانی صدر "ورلڈ اسلامک مشن" کے نام
جن کی جدو جہد سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

⑤ پھر ان غازیوں اور شہیدوں کے نام جنھوں نے ناموس رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر اپنی قیمتی جان، عزت و آبرو اور دولت و ثروت کی قربانیاں پیش کر کے دونوں جہان کی سر خروئی حاصل کی۔

یہی بس اصل ایماں، اصل دیں، اصل عقیدت ہے
فدا تن من سدا کرتے رہیں آقا کی حرمت پر

فروغ احمد اعظمی مصباحی حبیبی

فہرست مضامین

دوسرا باب: تحریک تحفظ ختم نبوت کا تاریخی جائزہ

پیش لفظ

آج سے تقریباً ایک ماہ قبل، محب گرامی حضرت علامہ مولانا شفیق الرحمٰن عزیزی مصباحی مدظلہ العالی خطیب جامع مسجد طیبہ امسٹرڈیم ہالینڈ نے ایک پیکٹ اور مکتوب بھیج کر حکم دیا کہ ۶/ اگست ۲۰۰۰ء کو ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ شاخ اپنی پچیس سالہ علمی و دینی خدمات کی تکمیل پر سلور جبلی (جشن سیمیں) منا رہا ہے، اس موقع پر جامعہ مدینۃ الاسلام "ڈین ہیگ" میں "ختم نبوت کانفرنس" منعقد ہونے والی ہے، خیال ہے کہ مختلف زبانوں میں ایک کتابچہ شائع کر دیا جائے، جس میں قادیانیت کا تعارف اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی سو سالہ سرگرمیوں کا تاریخی جائزہ ہو..... لہذا آپ یہ کام کر دیں.... پھر دو ایک روز کے ناغے سے مسلسل تاکید بھی کرتے رہے اور پیش رفت کا جائزہ بھی لیتے رہے، میں نے سعادت دارین سمجھ کر ۲۸/ مئی ۲۰۰۰ء سے مواد کی فراہمی اور مطالعہ شروع کر دیا اور یکم جون سے مطالعہ کے ساتھ لکھنے کا آغاز بھی ہو گیا، شب و روز کی مسلسل محنت کے بعد آج ۱۲/ جون کو کام مکمل ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا خاص لطف و کرم ہی رہا کہ اتنی مختصر مدت میں اتنا بڑا کام پایہ تکمیل کو پہنچا، جس پر خود مجھے بھی حیرت ہے اور میرے حالات جاننے والوں کو بھی .... ایک تو سست، دوسرے بے بضاعت، تیسرے ششماہی امتحان کی مصروفیت، اللہ تعالیٰ مجھے مزید ایسے کاموں کی توفیق عطا فرمائے، آمین! یا رب العالمین۔

اس کام میں وقت بے وقت کتب و رسائل کی فراہمی میں عزیز گرامی، مولوی محب احمد قادری متعلم جماعت ثامنہ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی، کی مستعدی اور حوالے نقل کرنے میں مولانا منصور عالم شمسی انگلش ٹیچر دار العلوم علیمیہ جمداشاہی، مولانا زبیر احمد علیمی معین المدرسین ادارہ ہذا، اور اول الذکر مولوی محب احمد قادری کی بے تکان خدمات میرے لیے سہارا بنیں۔

مولانا مفتی اختر حسین قادری استاذ دار العلوم ہذا نے محنت اور دلچسپی سے نظر ثانی کر کے معاونت کی، میں ان تمام معاون عزیزوں کا شکریہ ادا کیے بغیر رہ نہیں سکتا، مولیٰ تعالیٰ انھیں کام کا آدمی بنائے اور سرخرو رکھے۔ آمین! وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ وآلہ واصحابہ اجمعین

فروغ احمد اعظمی مصباحی حبیبی

۹/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۲/ جون ۲۰۰۰ء

تقــــریظ گرامی

فقیہ ملت، حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمۃ

بانی مرکز تربیت افتا، اوجھا گنج، ضلع بستی، یوپی، انڈیا

فاضل جلیل، حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی زید مجدہم، شیخ الادب دار العلوم علیمیہ جمداشاہی، ضلع بستی کی تصنیف ”قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت“ کا ہم نے مطالعہ کیا۔

ماشاءاللہ کتاب بہت خوب ہے، جس میں قرآن وحدیث کے ٹھوس دلائل سے ثابت کیا گیاہے کہ عقیدۂ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے، لہذا اس کا انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے۔

پھر جھوٹے مدعیان نبوت کے مختصر تذکرے کے بعد مرتد غلام احمد قادیانی کے حالات اور کے دعویٔ نبوت کو تحریر کیا گیا ہے، جب اس کے کفریات وہذیانات منظر عام پر آئے اور ان سے کچھ مسلمان متاثر ہونے لگے تو تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہوا، یہاں تک کہ اس کی کوششوں سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا، فاضل مصنف نے چار ادوار قائم کرکے اس تحریک کی صد سالہ سرگرمیوں کا تاریخی جائزہ پیش کیا ہے اور اس مسئلہ پر لاہور میں جو کہ ہزاروں جاں باز مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی ہے اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے، غرضے کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر بھرپور معلومات فراہم کرتی ہے۔

خدائے عزوجل فاضل مصنف کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے، اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت کے لیے ہمیشہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق رفیق بخشے اور ان کے علم وعمل میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے، اور جن حضرات نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر اپنی تحریروں وتقریروں سے جہاد کیا اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور جنھوں نے اس کے لیے اپنی جانیں قربان کیں، ان سب کو اپنی بارگاہ کی مقبولیت سے نوازے، ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور فتنۂ قادیانیت سے سارے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

بحرمته سید المرسلین صلوٰت الله تعالیٰ و سلامه علیه وعلیهم اجمعین۔

جلال الدین احمد الامجدی

خادم مرکز تربیت افتا، دار العلوم امجدیہ ارشد العلوم، اوجھا گنج، ضلع بستی

۱۹ربیع الاول ۱۴۲۱ھ، ۲۲رجون ۲۰۰۰ء

تقریظ جمیل

رئیس القلم، ادیبِ شہیر، حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی مدظلہ العالی
(بانی دارالقلم، ذاکر نگر، دہلی)

شارحِ بخاری، فقیہ اعظم ہند، حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلم (بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۶ر ربیع الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹ر جون ۲۰۰۰ء) کی تقریبات میں دہلی سے قصبہ گھوسی، ضلع مئو، اتر پردیش حاضر ہوا، عزیز گرامی قدر حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی نے ملاقات کر کے مجھے اور برادر محترم حضرت مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی کو اپنے طویل مقالہ کا بنیادی خاکہ اور بعض اقتباسات کچھ جگہوں سے پڑھ کر سنائے۔

یہ مقالہ قادیانیت اور اس کے گمراہ کن افکار و خیالات سے متعلق تھا، عہدِ رسالت مآب ﷺ سے دور حاضر تک دنیا کے مختلف حصوں میں بے شمار خبط الحواس انسانوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ہزاروں لاکھوں انسانوں کو اپنی شعبدہ بازیوں کے پرفریب جال کا شکار بنایا۔

جب کہ ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے، قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ سے ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اور دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی کوئی دوسرا نبی اور رسول نہیں پیدا ہوگا، نہ ظلّی نہ بروزی اور جو شخص اس قسم کی نبوت کا مدعی ہوگا وہ نبی و رسول تو کیا مسلمان بھی نہیں ہوگا اور اس قسم کے دعویٰ کے ساتھ ہی وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

ہندوستان کے اندر تقریباً چار سو سال پہلے سید محمد جون پوری کے نام سے ایک شخص نے ادعائے نبوت کیا تھا اور اس کے کچھ معتقدین حیدرآباد، دکن وغیرہ میں آج بھی پائے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو مہدوی کہتے ہیں اور اپنے معتقدات و نظریات میں بڑے غالی اور متشدد ہوتے ہیں۔

تقریباً سو سال پہلے مرزا غلام احمد قادیانی نے سرزمین پنجاب سے سر ابھارا اور متعدّد مراحل کے بعد صراحت کے ساتھ نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور جھوٹا پیغمبر بن بیٹھا،

اس کی تاریخ کے مطالعہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ وہ مجدد و مہدی تو کجا مسلمان بھی نہیں تھا بلکہ اسے صحیح الدماغ انسان بھی نہیں کہا جا سکتا۔

فاضل مقالہ نگار مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی نے سلیقہ اور حسن ترتیب کے ساتھ اس موضوع پر اپنی تحقیق و مطالعہ کا خلاصہ پیش کیا ہے اور علماے اہل سنت نے مرزا غلام احمد قادیانی کذّاب و دجّال کے خلاف جو زبانی و تحریری خدمات انجام دی ہیں ان کا اختصار و اجمال کے ساتھ ذکر کیا ہے، یہ کوشش قابل تحسین اور لائق تبریک ہے۔

دعا ہے کہ رب کائنات اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ و طفیل میں عزیز موصوف کی خدمت قبول فرمائے، انھیں جزائے خیر سے نوازے، علم و عمل میں برکت دے، اور اس طرح کی دینی و علمی خدمت انجام دینے کی مزید توفیق عطا فرماتا رہے۔ (آمین)

یٰسین اختر مصباحی اختر الاعظمی
بانی و مہتمم دار القلم، ذاکر نگر، دہلی
وارد حال دائرۃ البرکات، قصبہ گھوسی، ضلع مئو (یوپی)

تاثرات

حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی (علیہ الرحمۃ)
(سابق) صدر اعلیٰ دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، ضلع بستی، یوپی

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمدی کو بدن سے نکال دو

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا سرمایہ اور ان کی سب سے قیمتی خوبی عشق رسالت اور سرکار روحی فداہٗ ﷺ کی عقیدت و محبت ہے جسے وہ اپنا حرزِ جان اور جزوِ ایمان سمجھتے ہیں، جس کی حفاظت و پاس داری کے لیے جان جیسی شئ کے زیاں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

عظمت سرور کونین ہے پونجی اپنی
جان دے کر بھی بچے یہ تو بچائے رکھیے

اور ایک مسلمان جو کچھ بھی اپنے اندر تاب و توانائی محسوس کرتا ہے وہ بھی عشق مصطفوی کے رہین منت ہے، اگر وہ یہ جوہر کھو اور گنوا بیٹھے تو ہر محاذ پر زندگی کے ہر میدان میں خود کو ناکام اور نامراد تصور کرتا ہے، جس کا بخوبی علم اس کے حریفوں اور اعدائے اسلام کو بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام کو دشمن طاقتیں، منصوبہ بند طریقے سے منظّم سازش کے ساتھ بڑے پیمانے پر اس کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے مسلمانوں کو ان کے نبی سے بے زار کر دیا جائے، دل میں جو احترام نبوت اور جسم میں روح محمد سمائی ہوئی ہے، اُسے نکال باہر پھینک دیا جائے، پھر تو یہ مسلمان اپنی موت آپ ہی مر جائے گا، یہ زندہ رہ کے بھی مردہ دکھائی دے گا، چنانچہ اس لیے انھوں نے خود مسلمانوں ہی کے درمیان ایسے افراد کو تیار کیا اور ان عناصر کی تخلیق کی جنھوں نے ہر طرح سے ان کی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کام کرنا شروع کر دیا، جن میں سے بعض نے آقائے نامدار ﷺ کی شان مین اپنی زبان و قلم کے ذریعہ گستاخیاں کیں، حضور کی شان میں نازیبا کلمات کہے، تنقیص و دریدہ دہنی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی، رسول گرامی

وقار کی عیب جوئی کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا اور کچھ روسیاہ تو یوں سامنے آئے کہ دعویٰ نبوت کر بیٹھے، اپنی تقریروں اور تحریروں کا سہارا لے کر خود کو نبی و رسول باور کرانے کی ہر امکانی کوشش کی، اسی ناپاک سلسلے کی ایک کڑی رسوائے زمانہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے، حضرت محمد عربی ﷺ آخری نبی ہیں، نبوت و رسالت آپ پر ختم ہو چکی ہے، اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ ظلّی نہ بروزی، نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی، یہی پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ اور اجماعی فیصلہ ہے، جس پر مخصوص نصوص قطعیہ شاہد ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی اجماعی عقیدے کو جھٹلانے کی کوشش کی، یہ مفتری، دجّال، کذّاب مدّعی نبوت بن بیٹھا، الہامات واظہار معجزات کے بلند بانگ دعوے کرنے شروع کر دیے، پھر جیسا کہ خدائے تعالیٰ کی سنّتِ جاریہ رہی ہے کہ وہ باطل پرستوں کے خلاف حق پرستوں کی ایک جماعت تیار کر دیتا ہے اور حق پرستوں کو غلبہ عطا فرماتا ہے، چنانچہ یہی ہوا کہ علمائے ربانیین کی ایک جماعت میدان عمل میں اتر پڑی، مرزا اور اس کے دم چھلّوں کی سرکوبی کا کام شروع کر دیا، ہر طرح سے مرزا کے دعووں اور اس کے باطل عقائد و نظریات کا ردّ وابطال کیا، اس کی تردید میں لٹریچر اور کتابیں تیار کیں، علمائے حق کو تائید غیبی کی بنیاد پر سرکار علیہ السلام کے طفیل فتح مبین حاصل ہوئی، مرزا سے ایک بھی نہ بنی بفحوائے آیت کریمہ "الا ان حزب الله هم المفلحون . الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون" اسے ہر گام پہ شکست و ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔

زیر نظر کتاب "قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت" جو اپنے نام ہی سے اپنے موضوع اور مندرجات کے حق میں اجمالی تعارف ہے، یہ بھی قادیانیت کش اور اس کا حرف حرف مرزا شکن ہے، جسے اہل سنت وجماعت کے عظیم فاضل، برِّ صغیر ہند و پاک کی منفرد نوعیت کی حامل مشہور و معروف دینی درس گاہ دارالعلوم علیمیہ، جمد اشاہی، بستی، یوپی کے ایک لائق وفائق استاذ علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی نے تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کی بے پناہ مصروفیت کے باوجود کافی عرق ریزی اور دماغ سوزی سے مرتب کیا ہے یہ کتاب ردِّ قادیانیت کے موضوع پر بہت ہی معلوماتی ہے، تاریخی ادوار کی تقسیم و تعیین کے حوالے سے قادیانیت کا جس انداز سے جائزہ

لیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، جوالہ جات کا التزام، مواد کی فراہمی، کتاب کو وثوق واعتماد کی سند عطا کرتی ہے، قادیانیت کا قلع قمع کرنے اہل قلم حضرات کے لیے یہ ماخذ ثابت ہوئی، زبان عام فہم، شستہ، سلیس اور سادہ استعمال کی گئی ہے، جس سے کتاب میں جان پڑ گئی ہے اور معنوی وصوری حسن دوبالا ہو گیا ہے، قاری زبان کا چٹخارا لے لے کر پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا اور عوام الناس کو بھی کما حقہٗ استفادہ کا موقع فراہم کرتی ہے، زبان کی شائستگی اور عمدگی کہیں کہیں اردوے معلّٰی کا نمونہ پیش کرتی ہے، حسن ترتیب، فہرست مضامین کی سلیقہ مندی نورٌ علی نور اور سونے پر سہاگا۔ اہم اور مشاہیر اسلامی شخصیات کی قادیانیت کے تئیں ردّ وابطال مرزا کی بیخ کنی کے دلائل وبراہین جمع کرنا اور اس میدان میں ان کی خدمت کا تذکرہ بے شک اس کتاب کے وزن کو بڑھا دیتا ہے۔

دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اسے مفید انام بنائے اور قبول دوام بخشے اور میرے محبّ وعزیز علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی سے مزید دین کا کام لے۔ آپ کے قلم کو جمود وتعطّل سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

معین الحق علیمی (صدرِ اعلیٰ)
خادم دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، ضلع بستی

مقدمہ (طبع اوّل)

ادیبِ شہیر، حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی (پی۔ایچ۔ڈی)
شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم، گھوسی، ضلع مئو، یوپی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عہدِ رسالت سے لے کر آج تک امّت اسلام ہزاروں فتنوں کا ہدف بنتی رہی ہے، صدہا ایسے انقلابات رونما ہوئے جن کی زد سے ملت اسلام کو شدید صدمات سے دوچار ہونا پڑا اور مسلمانوں کی شوکت اقتدار اور اجتماعیت کو سخت جھٹکے لگے مگر ان تمام فتنوں میں سے سب سے مہلک، جاں فرسا اور ملت شکن ان نقلی نبیوں کا فتنہ تھا جو نبی آخر الزماں، خاتم پیغمبراں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی حیات ظاہری کے آخری ایام سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک رونما ہوتا رہا، ان کی تحریکی سرگرمیوں نے وقتاً فوقتاً دنیاے اسلام میں ہلچل برپا کی اور وہ مدعیان نبوت عظمت واقتدار، شہرت وثروت کے لیے دینی اجتماعیت کے شیرازہ کو منتشر کرتے رہے، انھیں ائمہ ضلال کے بارے میں مخبر صادق خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”انما اخاف علیٰ امتی الائمۃ المضلین و انہ سیکون فی امتی کذّابون ثلاثون کلّھم یزعمون انہ نبیّ اللہ ۔ انا خاتم النبیین لا نبیَّ بعدی۔“[1]

ترجمہ: گمراہ کرنے والے اماموں سے مجھے شدید خطرہ ہے، میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ان میں ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کذّابوں کی علامتیں بھی بیان فرمائی ہیں، صحابیٔ رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

1 رواہ مسلم عن ثوبان

"ایک دفعہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم دور جاہلیت میں بڑے زیاں کار تھے، اللہ نے ہمیں نعمت اسلام سے سرفراز فرمایا، لیکن اس خیر وبرکت کے بعد کوئی فتنہ تو رونما نہ ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "بے شک ہوگا۔" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس فتنہ کے بعد کوئی بھلائی عرصۂ ظہور میں آئے گی؟ فرمایا: "ہاں! لیکن اس میں کدورت ہوگی، میں نے پوچھا کدورت کس قسم کی ہوگی؟ فرمایا: "ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو میری راہ ہدایت سے منحرف ہوکر اپنا علاحدہ طریقہ اختیار کریں گے، جو شخص ان کی بات پر عمل پیرا ہوگا، اسے جہنم واصل کر کے چھوڑیں گے"، میں نے کہا: یارسول اللہ! ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: "وہ ہماری قوم میں سے ہوں گے، ان کا ظاہر تو علم وتقویٰ سے آراستہ ہوگا، مگر باطن ایمان وہدایت سے خالی ہوگا، وہ ہماری زبانوں کے ساتھ کلام کریں گے۔" میں نے گزارش کی: یارسول اللہ! پھر ہمیں کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا: اے حذیفہ! جب ایسا وقت آجائے تو مسلمان کی جماعت کا التزامی طور پر شریک حال رہنا اور مسلمانوں کے امام وخلیفہ کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر ایسا وقت ہو کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ رہے اور ان کا کوئی امام بھی نہ ہو تو پھر کیا کرنا ہوگا، فرمایا: اگر ایسی حالت رونما ہو تو گمراہ فرقوں سے الگ رہنا، اگرچہ تمھیں درختوں کے پتے اور جڑیں چبا کر گزر اوقات کرنا پڑے، یہاں تک کہ اس حال میں تمھاری موت آجائے۔[1]

ہلال وصلیب کی جنگ اسلام کے ابتدائی دور میں شروع ہوئی مگر عباسی خلافت کے دور انحطاط میں صلیبی جنگوں کا بڑا خونریز سلسلہ شروع ہوا، سلطان صلاح الدین ایوبی کی ہمت وشجاعت اور جذبۂ ایمانی کی قوت نے عیسائیوں کے عسکری سیلاب کو پوری طاقت سے روک دیا، اس وقت یورپ کے مسیحیوں نے یہ محسوس کیا کہ اسلام کو بزور شمشیر مغلوب کرنا مشکل ہے، اس لیے انھوں نے حیلہ وفن سے مسلم سوسائٹی سے ایسے ناقص العقیدہ، منفی ذہنیت رکھنے والے مسلمانوں کو منتخب کیا جو دولت وشہرت کے حریص اور مکر ودغا کے پیکر تھے، انھوں نے اسلام کے اساسی وفروعی احکام ومسائل میں دسیسہ کاری کی، قرآن وحدیث کی گمراہ کن تفسیر وتعبیر سے ایسے عقیدے گڑھے جو سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور دین کی حقیقی روح سے

[1] بخاری ومسلم

بے زار کرنے میں معاون ثابت ہو سکیں، انگریز مسیحیوں نے برصغیر ہند پر اپنے اثر و اقتدار کے زمانے میں جہاں مسیحیت کی برملا تبلیغ کر کے ہزاروں مسلمانوں کو کافر و مرتد بنایا وہیں ایسے نام نہاد مسلمانوں کو شہ دی جو اسلام کا ظاہری لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے اعتقاد و اعمال میں تذبذب اور تشکیک کی لہر پیدا کر دیں اور اس طرح ملت بیضا کے اجتماعی شیرازہ کو منتشر کر دیں۔

ایسے ہی گندم نما جو فروش اسلام شکن، باطل پرست، عیّار و مکّار لوگوں میں مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء تا ۱۹۰۸ء بھی تھا، اس کے والد حکیم غلام مرتضیٰ طبیب تھے، اپنے لڑکے کو ابتدائی عربی کی تعلیم کے بعد ایک شیعہ عالم اور دیگر علما سے معقولات و منقولات کا درس دلایا پھر اپنے پیشہ سے وابستہ کرنے کے لیے طب کی تعلیم دی، مگر وہ بھی ناقص رہی، اس طرح مرزا غلام احمد ''نیم ملّا خطرۂ ایمان اور نیم حکیم خطرۂ جان'' کا مصداق بن کر رہ گیا۔

اس نے کسب معاش کے لیے سیالکوٹ جا کر کچہری کی ملازمت اختیار کی، پھر وہ لاہور آگیا جہاں اس نے جدل و مناظرہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا، پہلے آریوں سے چھیڑ خوانی کی، پھر عیسائیوں کے مقابلے میں آیا۔

اس دور میں وہ مسلسل آریوں کے پرچارک اور عیسائی مبلغوں سے دست بگریباں رہتا، اس طرح وہ مسلمانوں میں مقبول ہونے لگا، اس دور میں وہ اسلام کا محافظ بنا رہا، جس سے اس کی قدر و منزلت بڑھتی چلی گئی، کچھ دنوں بعد وہ لاہور سے قادیان آگیا، بدستور آریوں اور مسیحیوں کو چیلنج دیتا رہا اور کے خلاف اشتہارات اور رسائل شائع کرتا رہا، پھر اس نے اپنے تقدس کی دوکان آراستہ کی اور الہامی شخصیت بن کر لوگوں کو اپنا معتقد بنانے لگا، بیت الفکر میں بیٹھ کر وہ الہامات کی باتیں گڑھتا، اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے لگا، خوشامدی، مفت خورے ہر طرف سے امنڈ آئے، لنگر جاری کر دیا تاکہ اس کا نمک خوار گھوم گھوم کر قادیانی کی الہامی شخصیت کا پرچار کرے، پھر تو قادیانی پر نذر و نیاز اور فتوحات کے دروازے بھی کھل گئے، لوگ اس سے بیعت کی درخواست کرتے وہ کہتا:

''ابھی ہم کو کسی سے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا ہے، اس وقت تک صبر کرو جب کہ اس بارے میں حکم خداوندی آ پہنچے۔'' (ائمہ تلبیس، ص:۳۴۶)

براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد مرزا قادیانی نے مجدّدیت کا دعویٰ کیا، وہ اپنی ذات کے

بارے میں یہ عقیدہ رکھتا تھا۔

اسے کشف کے ذریعہ حضرت عیسی کی قبر سے آگاہ کیا گیا، اس انکشاف سے حضرت عیسیٰ کی روح عود کر آئی، لہذا مہدی منتظر وہی ہے، وہ روح عیسیٰ اور اپنے مہدی ہونے کی بنیاد پر دین کی تجدید کا فریضہ انجام دیتے ہیں، بنابریں ان کی ہر بات حق وصدق کا مظہر ہے، جس سے کسی شخص کو مجال انکار نہیں، اس لیے کہ ان کی ہر بات خدا کی بات ہوتی ہے۔

مرزا نے صرف مجدد اور مہدی ہونے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ اس امر کا مدعی بھی ہوا کہ ذات خداوندی اس میں حلول کر آئی ہے پھر اس نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں سورج اور چاند گرہن لگا تھا، مرزا نے دعویٰ کیا کہ یہ کسوف وخسوف اس کے معجزے کے طور پر ظہور پذیر ہوا ہے، جس سے اس کے دعویٰ رسالت کی تصدیق ہوتی ہے، مرزا لکھتا ہے:

"آنحضور کے لیے چاند کو گرہن لگا تھا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کو۔"

مرزا کے ایک مرید نے کی تشریح اس طرح کی:

" خسوف قمر جب آنحضور کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہے تو میری نبوت سے کیوں مجال انکار ہوگی، جب کہ میرے لیے آفتاب وماہتاب دونوں کو گرہن لگا۔"(1)

مرزا اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھا کہ مسلمان حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ راسخ رکھتے ہیں اور وہ نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے اندر ضلالت وگمراہی پھیلانے میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکے گا، اس لیے اس نے ختم نبوت کی من گڑھت تشریح اس طرح کی:

"نبی کریم کے خاتم الانبیا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی صاحب الختم ہیں اور کوئی شخص آپ کی انگوٹھی (خاتم) سے کسب فیض کیے بغیر نعمت وحی سے مستفید نہیں ہو سکتا، امت محمدی مکالمہ ومخاطبہ ربانی کے شرف سے کبھی محروم نہ ہوگی کیوں کہ ختم کرنے والے صرف آپ ہیں، آپ کی انگوٹھی ہی سے حصول نبوت ممکن ہے، اس لیے کہ کوئی ہونے والے نبی کا امت محمدی میں سے ہونا

---

[1] الردّ علی المسئلۃ القادیانیۃ، ص: ۱۲۱، بحوالہ اسلامی مذاہب، ص: ۳۸۰

ضروری ہے۔" (1)

دوسرے مقام پر لکھتا ہے:

"اگر میں آپ کی امت سے نہ ہوتا اور آپ کے طریقہ کی پیروی نہ کرتا تو مکالمۂ ربانی سے مشرف نہ ہو پاتا، اگرچہ میرے اعمال پہاڑ کے برابر ہوتے، اس لیے کہ نبوت محمدی کے سبب سب نبوتیں منقطع ہو چکی ہیں، لہذا آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہ ہوگا، البتہ غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں، مگر ان کا آپ کی امت میں سے ہونا ضروری ہے۔" (2)

مرزا کے دعووں کی آخری منزل یہ تھی کہ وہ خدا کا رسول اور مخاطب ہے، شریعت محمدی کا مفسّر و مجدِّد ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں پر اس کا جادو چل جائے اور اس حکمت میں کامیاب رہا، اس کی تحریک پروان چڑھتی رہی۔

اندرونِ ہند و بیرونِ ہند اس کی تحریک کے پرزور کارکن پیدا ہو گئے، اس کے پس پردہ انگریزوں کی سازشی ذہنیت کام کرتی رہی اور برطانوی حکومت قادیانیت کی شہرت واشاعت میں بھرپور تعاون کرتی رہی، جس کے صلہ میں مرزا برطانوی اقتدار کی جڑیں مضبوط کرنے کے لیے اپنے بیانات جاری کرتا رہا۔

میں نے بارہا اس عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ اسلام دو اصولوں پر قائم ہے:

۱۔ پہلا یہ کہ اللہ کی اطاعت کریں۔

۲۔ دوم یہ کہ اس حکومت کے خلاف بغاوت پر آمادہ نہ ہوں جس کے عہد حکومت میں ہر طرف امن وامان کا دور دورہ ہو اور ہماری جانیں ظالموں سے محفوظ ہوں اور یہ برطانوی حکومت ہے، انگریزوں کی ناشکری حرام ہے، جب تک وہ مذہب میں بنیادی تبدیلی نہ کریں، جہاد ختم ہو چکا ہے، اس لیے کہ اس کے غایات ومقاصد باقی نہیں رہے، دین میں فتنہ پروری کا انسداد ہونے جانے کے بعد اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ (3)

---

1. حقیقۃ الوحی، ص:۲۷، بحوالہ اسلامی مذاہب، ص:۳۸۰
2. التجلیات الالٰہیہ، ص:۲۴، بحوالہ اسلامی مذاہب، ص:۳۸۱
3. تبلیغ الرسالہ، ص:۱۷، بحوالہ اسلامی مذاہب، ص:۳۸۳

ان اقتباسات سے واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا کی تحریک کا بنیادی مقصد مسلمانوں سے روح اسلام کو ختم کر دینا اور انھیں برطانوی سامراج کا غلام بنانا ہے، ختم جہاد کا فتویٰ اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ مسلمان انگریزوں کے خلاف عسکری قوت کا استعمال ترک دیں اور ہمیشہ کے لیے ان کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن میں ڈال لیں۔

مرزا غلام احمد کی موت (۲۱ر مئی ۱۹۰۸) کے بعد بھی اس کے ماننے والوں کی جماعت اپنی تنظیم اور اپنے عقائد وافکار کی ترویج واشاعت میں آج تک مصروف عمل ہے اور یہ فتنہ ہندوپاک سے زیادہ مغربی بلاد وامصار میں پھیل رہا ہے، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے باطل عقائد وافکار سے مسلمانوں کو روشناس کرایا جائے، چنانچہ اہل حق مرزا کی جھوٹی نبوت اور اس کے باطل افکار وآرا سے دنیا کا آگاہ کرتے رہے ہیں۔

اس سلسلے کا ایک مبسوط مقالہ عزیز گرامی مولانا فروغ احمد صاحب مصباحی نے بڑی محنت و کاوش کے ساتھ تحریر کیا ہے، جس میں احمدی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی اور اس کے گمراہ کن افکار وادعا کا جائزہ مستند تاریخی حوالوں کی روشنی میں لیا ہے اور اجمالی طور پر مرزائیت کے انسداد وابطال کے لیے علماے اسلام کی تحریری کاوشوں اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی عملی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا ہے، عزیز موصوف سنجیدہ فکر اور تعمیری ذہن رکھنے والے خاموش طبع عالم ہیں، جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کا حق ادا کرتے ہیں، اس کتاب میں بھی انھوں نے اپنے وسیع مطالعہ اور تحقیقی شعور کا مرقع پیش کیا ہے اور امت مسلمہ کو مرزائی دجل وفریب سے باخبر کرنے کی جدوجہد کی ہے، یقیناً یہ قلمی کاوش لائق تحسین وآفرین ہے، دعا ہے کہ پروردگار عالم خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں مولانا کی اس تصنیف کو قبول عام کا درجہ عطا فرمائے اور مولانا کو مزید تصنیفی وتحریری کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد عاصم اعظمی
استاذ جامعہ شمس العلوم، گھوسی، ضلع مئو، یوپی

۲۴ر جون ۲۰۰۰ء

مقدمہ (طبع ثانی)

حضرت علامہ ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی مصباحی (علیہ الرحمۃ)
سابق صدر المدرسین دارالعلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، ضلع سلطان پور

آج سے تقریباً ایک صدی قبل قادیانیت اور اس کے گمراہ کن افکار وعقائد جو بہت سے کفریات کی اساس ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے اس جراثیم کو پنجاب کی سرزمین سے پھیلانا شروع کیا اور مہدی موعود ہونے دعویٰ کیا، رفتہ رفتہ یہ فتنہ مشرق سے مغربی ممالک میں بھی پھیلنے لگا، ہالینڈ کی سرزمین جسے "گارڈن آف یورپ" کہا جاتا ہے وہاں پر بھی اس کے باطل نظریات بڑی سرعت سے اپنا اثر دکھانے لگے اسی کے سدِّباب کے لیے ورلڈ اسلامک مشن، ہالینڈ کی سلور جبلی اور تحریک ختم تحفظ ختم نبوت کی ڈائمنڈ جبلی کے موقع پر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب مصباحی کی فرمائش پر ان کے اہم درس رفیق، شیخ الادب حضرت علامہ مولانا الحاج فروغ احمد صاحب مصباحی نے قادیانیت اور اس کی حقیقت پر اپنے مطالعہ کو قلم وقرطاس کا لبادہ اڑھایا، جس کے نتیجے میں کتاب "قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت" منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی اور اب اس گراں قدر کتاب کا دوسرا ایڈیشن حضرت مولانا نوشاد عالم صاحب مصباحی کی تحریک پر دارالعلوم مجاہد ملت، دھام نگر، ضلع بھدرک، اڑیسہ سے شائع ہو رہا ہے۔

صاحب کتاب حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ، اپنی جماعت کے صاحب طرزِ ادیب، خوش مشق اور پر گو شاعر، ہر دل عزیز اور ذی استعداد مدرّس، حقیقت نگار اور خوش نویس مصنف گوناگوں خوبیوں کے حامل ہیں، ہندوستان کے ہر چھوٹے بڑے سیمینار میں شریک ہوتے اور اپنی جماعت کے ہر معروف و مجہول رسالے میں لکھتے ہیں، درسیات میں ہر فن پر گرفت رکھتے ہیں لیکن زبان وادب اور ماڈرن عربک لٹریچر سے غایت درجہ شغف رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی شہرت و مقبولیت بوے گل کی طرح پھیلتی جا رہی ہے، میدان تحریر میں جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں، اس کا حق ادا کرنے میں فیاض نظر آتے ہیں، دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں "صدر المدرسین" کے عہدہ پر فائز ہیں، متوطناً

مدینۃ العلما، گھوسی کے سپوت ہیں، مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج حبیب الرحمٰن صاحب قادری علیہ الرحمۃ والرضوان سے آپ کو شرف بیعت حاصل ہے۔

علامہ فروغ احمد اعظمی صاحب نے اس سے قبل بھی کئی موضوعات پر طویل اور مبسوط مقالے لکھے جو رسائل و جرائد کے صفحات کی زینت بنے مگر کتابی شکل میں یہ آپ کی پہلی کاوش منظر عام پر آئی جو عوام و خواص میں اس قدر مقبول ہوئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھوں ہاتھ لے لی گئی، اس کی مقبولیت کے بعد آپ کی دوسری کتاب ''تحریک وہابیت'' شائع ہوئی اور اب ''سبع المعلقات'' کی عربی شرح اشاعت کی منزل سے گزر رہی ہے، اس کتاب میں فاضل مصنف کا تحقیقی مطالعہ قادیانیت تعارف، محاسبہ، رد اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، ختم نبوت کا ثبوت قرآن سے، ختم نبوت کا ثبوت احادیث سے، قادیانی کے حالات، انگریز کی ملازمت اور اس کی کفریات، قادیانیت کا پس منظر، تحریک تحفظ ختم نبوت کا تاریخی جائزہ، عصر حاضر میں ردّ قادیانیت وغیرہ جیسے موضوعات پر مشتمل و محیط ہے، ہر موضوع پر مصنف کے بے باک قلم نے تحقیق کے جوہر بکھیر دیے ہیں اور حقیقت کے آئینے سے نقاب الٹ کر اصلی صورت پیش کر دی ہے۔

علامہ فروغ احمد اعظمی صاحب نے قرآن و احادیث اور اجماع امت کے اقوال کے حوالہ جات سے کتاب کو نہایت مستند، معیاری اور قابل صد اعتنا بنا دیا ہے، ''ختم نبوت کا ثبوت احادیث'' اس عنوان کے تحت جو احایث نقل کی ہیں پڑھ کر دل جھوم جاتا ہے اور قلب فرط مسرت سے رقص کرنے لگتا ہے۔

کتاب کی زبان بڑی سنجیدہ، شستہ، شگفتہ اور سلاست و روانی سے لب ریز ہے عام فہم لب و لہجہ روز مرہ اور بول چال کے الفاظ کو جگہ دی گئی ہے، اسی لیے یہ کتاب عوام و خواص سب کے لیے یکساں مفید ہے، انداز تفہیم بھی بڑا انوکھا اور دل نشیں ہے۔

کتاب کے آغاز کا پہلا پیراگراف پڑھیے اور اسلوب و انداز بیان کی شستگی، سادگی اور انداز تفہیم کی کشش ملاحظہ کیجیے، لکھتے ہیں:

''مسلمان ہونے کے لیے خدا اور رسول کی طرف سے بیان کردہ کچھ بنیادی عقائد

و نظریات کو دل سے ماننا ضروری ہے، جس کے بغیر مسلمان ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، ساتھ ہی یہ بھی لازم ہے کہ کسی ایسی چیز کا انکار بھی نہ ہو جس کے بارے میں قطعیت اور تواتر سے ثبوت فراہم ہو چکا ہو۔"

کتاب حسن ترتیب کے موتیوں سے مرصع و مزیّن ہے، عبارت میں الفاظ بڑے منتخب اور چنیدہ چنیدہ مستعمل ہیں، عبارت شستہ اور سنجیدہ ہے۔

سرزمین اڑیسہ میں قادیانیت کے فاسد عقائد سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لیے حضرت مولانا نوشاد عالم صاحب مصباحی کو ایک مستند کتاب کی اشاعت کی ضرورت محسوس ہوئی، چنانچہ خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مد ظلہ العالی صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور کے مشورہ سے حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی کی جانب رجوع کیا اور مذکورہ کتاب کی اشاعت کی اجازت حاصل کرلی، کتاب کے پہلے ایڈیشن کی کمپوزنگ میں بہت سی غلطیاں در آئی تھیں، میں نے اصل مسوّدے سے ملا کر کے ساری غلطیوں کو دور کرنے کی اطمینان بخش کوشش کی ہے، پھر بھی قارئین سے التماس ہے کہ اگر انھیں کوئی فروگزاشت نظر آئے تو آگاہ فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں درست کیا جائے۔

دعا ہے کہ رب تعالیٰ مصنف موصوف کو عمر خضر عطا فرمائے اور ناشرین کو جزائے خیر سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

شکیل احمد اعظمی مصباحی

جامعہ حنفیہ، شہر بستی

۲۳/ جنوری ۲۰۰۶ء

مقدمہ (طبع رابع)

علامہ سید علی علیمی علیگ
استاذ۔ دار العلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، ضلع سلطان پور

انیسویں صدی عیسوی کا نصف اخیر اور بیسویں صدی عیسوی کا نصف اوّل فتنہ و فساد، تباہی و بربادی اور جنگ کا زمانہ رہا ہے، پوری انسانی برادری کے لیے بالعموم اور امتِ مسلمہ کے لیے بالخصوص، دو عالمی جنگیں ہوئیں، اسی میں عظیم اسلامی سلطنت ''سلطنتِ عثمانیہ'' کا حصہ بخرہ ہوا، اس کے بعد گویا فتنوں کا سیلاب ہی آ گیا، وہابیت اپنی سیاسی قوت کے ساتھ ''حجاز مقدس'' پر قابض ہوگئی، پھر اس کے بطن سے دنیا کے مختلف حصوں میں اصلاحِ امت کے نام سے تخریبی تحریکیں جنم لینے لگیں، سلفیت و وہابیت، دیوبندیت اور نیچریت اپنی تمام تر خرافات کے ساتھ امّت کا شیرازہ بکھیرنے کے لیے میدان میں کود پڑیں۔

اسی انیسویں صدی کے نصف اخیر کی کوئی خوفناک گھڑی رہی ہوگی جب قادیان میں پیدا ہونے والے ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نے مہدی موعود، مسیح اور ظلّی نبی ہونے دعویٰ کیا تھا۔ اسی وقت سے علماے امت نے اس کا ردّ بلیغ شروع کر دیا اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک چھیڑ دی ''ختم نبوت'' کے اجماعی اسلامی عقیدے کی حفاظت کے لیے سیکڑوں ''مجاہدین تحفظ ختم نبوت'' شہید ہوئے، چوٹی کے علما جیل گئے، انھیں پھانسی تک کی سزائیں سنائی گئیں، آخر کار ان کی محنتیں رنگ لائیں اور ۱۹۷۴ء میں پاکستانی قومی آسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

پوری دنیا میں بسنے والے تقریبًا ہر مسلم فرقے نے انھیں غیر مسلم قرار دیا ہے، مگر مغربی دنیا کے اخبارات و جرائد کے توسّط سے اور خود اپنے ذرائع ابلاغ و ترسیل کے ذریعہ قادیانی یہی پروپگنڈہ پھیلانے میں لگے ہیں کہ صرف کٹّر وادی اور بنیاد پرست مسلمان ہی انھیں مسلمان نہیں مانتے ہیں باقی دنیا مانتی ہے۔

قادیانی مذہب کے لوگوں نے خود کو تنظیمی اعتبار سے مضبوط کیا اور وسائل دنیا کی فراہمی میں رات دن لگے رہے، یہاں تک کہ ''ورلڈ اٹلس ڈاٹ کام'' (Worldatlas.com)

کے مطابق:۲۰۱۶ء کے سروے کے اعتبار سے احمدیہ گروپ (قادیانیت) دنیا کے ۲۰۹ ممالک میں اپنی موجودگی درج کرا چکا ہے، چوں کہ اپنے مذہب کے اظہار میں انھیں خوف رہتا ہے، اس لیے ان کی آبادی کی صحیح معلومات فراہم نہیں کی جاسکتیں، اندازے کے مطابق پوری دنیا میں ان کی آبادی ۱۰ر سے ۲۰ر ملین (یعنی ایک کروڑ سے دو کروڑ) کے درمیان ہے۔ (1)

The Economic Times (دی اکنامک ٹائمز) سے ایک بات چیت میں ہندوستانی قادیانی جماعت کے ایڈیشنل چیف سکریٹری سراج احمد نے یہ انکشاف کیا کہ:

"تمام احمدی (قادیانی) اپنی کمائی کا ۱۶ر فیصد حصہ مذہبی کام کے لیے جماعت کو چندہ دیتے ہیں، ہمارا شعبۂ محاسبہ تمام چندوں کی تفصیل رکھتا ہے۔۔۔ایک سکریٹریٹ ہے جس کے تحت مختلف شعبہ جات ہیں، شعبہ امور خارجہ، شعبہ تعلیم، شعبہ تعمیر، شعبہ رفاہ عام حتی کہ شادی بیاہ کا شعبہ۔۔ قادیانی کمیونٹی کے پاس پنجاب ایجو کیشنل بورڈ (انڈیا) سے منظور شدہ کئی اسکول، کالجز ہیں، ساتھ ہی ہاسپٹل، عبادت خانہ، رہائشی کالونیاں، مذہبی عمارتیں، قبرستان وغیرہ" (2)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانیت دنیا کے بہت سے علاقوں میں بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے، بلکہ رپورٹوں کی مانیں تو "مسلم نام سے سب سے تیزی سے بڑھنے والی غیر مسلم کمیونٹی ہے"، اس لیے نئی نسل کو قادیانیت کے عقائد و نظریات، ہفوات و کفریات، اس کی شرم ناک تاریخ اور اس کے خلاف علمائے حق کے جہاد سے روشناس کرانا بہت ضروری ہے۔

آج سے ۲۲ر سال پہلے استاذی الکریم، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی، شیخ الحدیث دارالعلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، و سابق صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی نے اس موضوع پر اپنا زر نگار قلم اٹھایا اور "قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت" سے معنون مختصر، مگر جامع کتاب ترتیب دی، جسے بے پناہ مقبولیت ملی، ۲۰۰۰ء سے اب تک اس کے تین ایڈیشن چھپ چکے ہیں، دو ایڈیشن ہندوستان سے اور تیسرا پاکستان سے۔ اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود حضرت کے پاس

---

[1] www.worldatlas.com

[2] www.economictimes.com۔ مجریہ ۴ر جنوری ۲۰۲۰ء

ریکارڈ میں ایک ایڈیشن کا صرف ایک نسخہ ہے وہ بھی کرم خوردہ۔

آپ کے ہاتھوں میں کتاب کا یہ چوتھا ایڈیشن ہے، جسے اس کتاب کے محرّک اوّل اور حضرت مولف کے رفیق درس، مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ شفیق الرحمٰن عزیزی مصباحی مدظلہ العالی اپنے ادارے مبلغ اسلام ریسرچ سنٹر، ممبئی سے شائع کررہے ہیں۔

اس ایڈیشن میں اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ کہیں کوئی غلطی یا کمی نہ رہے، حسنِ معنوی کے ساتھ حسن صوری کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، جدید قواعد املا کی روشنی میں کتابت کی غلطیوں کو سدھارا گیا ہے، پھر بھی کہیں کچھ رہ جائے تو اس کا ذمہ دار سراسر میں ہوں، حضرت کی ذات اس سے بری ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ سابقہ نسخوں کی طرح اسے بھی قبولیت عام عطا فرمائے اور اس کتاب کی وجہ سے ہر عام و خاص کو قادیانی دجل و فریب سے محفوظ و مامون رکھے اور حضرت مولف کتاب کو عمر خضر عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ خاتم النبیین، شفیع المذنبین، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

غلام سید علی علیمی علیگ
دارالعلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، ضلع سلطان پور
۲؍محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق یکم اگست ۲۰۲۲ء بروز دوشنبہ

پهلا باب

قادیانیت

تعارف، محاسبہ، رد

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت

مسلمان ہونے کے لیے خدا اور رسول کی طرف سے بیان کردہ کچھ بنیادی عقائد و نظریات کو دل سے ماننا ضروری ہے، جس کے بغیر مسلمان ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، ساتھ ہی یہ بھی لازم ہے کہ کسی ایسی چیز کا انکار بھی نہ ہو جس کے بارے میں قطعیت اور تواتر سے ثبوت فراہم ہو چکا ہو اور عوام تک یہ جانتے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعلیم دی ہے، ایسی ہی چیزوں کو ضروریات دین کہتے ہیں۔

ہمارے رسول نے ایسی جن باتوں کی تعلیم دی ہے، انھیں میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ حضور علیہ السلام کی ذات پر ختم ہو چکا، آپ کے بعد کوئی دوسرا نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا، یعنی حضور خاتم الانبیا و المرسلین اور خدا کے آخری نبی ہیں، حضور علیہ السلام کو آخری نبی ماننا ایسے ہی ضروری ہے، جیسے خدا کو ایک ماننا، فرشتوں اور آخرت پر اور قرآن کے کتاب الٰہی ہونے پر ایمان لانا، پنج وقتہ نمازوں کو فرض جاننا وغیرہ ضروری ہیں، اور جیسے ان باتوں کا انکار کفر ہے ویسے ہی حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار بھی کفر ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت پر قرآن اور بے شمار احادیث دلالت کرتی ہیں۔

ختم نبوت کا ثبوت قرآن سے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۱) مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا [1]

ترجمہ: محمد ﷺ تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلۂ انبیا کو ختم کرنے والے ہیں، یعنی آخری نبی ہیں۔

(۲) الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا [2]

---

[1] احزاب: ۴۰

[2] مائدہ: ۳

ترجمہ: آج میں نے تمھارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمھارے لیے دین اسلام ہی کو پسند کیا۔

ختم نبوت کا ثبوت احادیث سے:

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

① أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي [1]

ترجمہ: میں انبیا کا خاتم یعنی سب سے آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

② مثلی و مثل النبیین کمثل رجل بنی داراً فأتمها الّا لبنةً واحدةً، فجئتُ أنا و اتممتُ تلک اللبنةَ۔ [2]

ترجمہ: میری اور انبیا کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پورا بنایا سوا ایک اینٹ کے، تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ میں نے پوری کی۔

③ فی امتی کذّابون دجّالون سبعةٌ وّ عشرون، منهم اربع نسوةٍ وَ انی خاتمُ النبیّین لا نَبیَّ بَعدِی۔ [3]

ترجمہ: میری امت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہوں گے، ان میں چار عورتیں ہوں گی، حالاں کہ بیشک میں خاتم النبین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ اجماعی ہے:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام نے ان آیات و احادیث میں مطلقاً نبوت کی نفی فرمائی ہے، اگر کوئی مدعی نبوت یہ دعویٰ کرے کہ میں نئی شریعت کے ساتھ نبوت کا دعویدار نہیں بلکہ شریعت محمدی کے ساتھ نبی ہوں۔ تو بھی یہ دعویٰ جھوٹا ہوگا، نیز یہ بات بھی صاف ہے کہ "خاتم" بمعنی آخری نبی ہے، جیسا کہ حدیث "لانبی بعدی" اس پر دلالت کرتی ہے، یہ لفظ متعدّد متواتر حدیثوں میں وارد ہے اور صحابۂ کرام سے لے کر اب تک پوری

[1] ترمذی، ج۲، ص: ۴۵

[2] مسلم، ج: ۲، ص: ۲۴۸

[3] مسند امام احمد ج۵ / ص ۳۹۶

امت مسلمہ کا اسی مفہوم (آخری نبی) پر اجماع ہے اور اسی وجہ سے سلف سے خلف تک کے ائمۂ دین نے حضور اکرم ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ کی روایت ہے، حضور فرماتے ہیں:

"لو کان بعدی نَبِیّ لَکَانَ عُمر بن الخطّاب " [1]

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یقیناً وہ عمر ہوتے۔

اس سے صاف واضح ہے کہ حضور کے بعد کسی قسم کے نبی ہونے کا امکان ہی نہیں ہے، اگر امکان ہوتا تو عمر نبی ہوتے، مگر وہ نبی نہیں ہوئے، تو اب کسی اور کا دعوائے نبوت سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"کَذالک (یکفرُ) من ادّعیٰ نُبُوّۃَ احدٍ مع نبیناﷺاو بعدہ فھولاء کُفّار مُکذّبُون للنبی ﷺ لأنہ ﷺ اخبر انہ خاتم النبین و لا نبی بعدہ و اخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ أُرسلَ کافّۃً للناس واجمعت الامۃُ علیٰ حملِ ھذاالکلام علیٰ ظاھرہٖ وَ أنَّ مفہومہ المراد بہ دُونَ تَاوِیل ولاتخصیصٍ فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کُلھا قطعاً اجماعاً وسمعاً"۔ [2]

ترجمہ: جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے کافر ہے، اور نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والا ہے کیوں کہ نبی ﷺ نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں، جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے، وہی خدا اور رسول کی مراد ہے، نہ ان میں کوئی تاویل ہے، نہ تخصیص، لہذا جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت وبحکم قرآن وحدیث سب بلا شبہ کافر ہیں۔

---

[1] ترمذی، ج۲، ص۲۰۹

[2] شفا شریف ج۲، ص: ۲۴۶/۲۴۷

دور عالمگیر اورنگ زیب کے علما کا بھی یہی عقیدہ تھا:

"اذا لم يَعرِف الرَّجُلُ أنَّ مُحمَّداً ﷺ آخِرُ الانبیاء فلیس بمسلمٍ"[1]

ترجمہ: جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ تمام انبیا میں سب سے آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں"۔

حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہونے پر احادیث کریمہ اور ارشادات سلف وخلف نص جلی ہیں، چودہویں صدی ہجری کے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک سو تیس احادیث اور تیس ارشادات علما سے اس مسئلہ کو واضح فرمایا ہے، تفصیل کے لیے ان کا رسالہ "جَزاء الله عَدُوَّہ' بِاِبائِہٖ خَتَم النبوَّۃ" کا مطالعہ کیجیے۔

فقیہ اعظم مفتی محمد شریف الحق امجدی شارح بخاری علیہ الرحمہ، سابق صدر شعبہ افتا دار العلوم اہل سنت مصباح العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ فرماتے ہیں:

"خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ایسا قطعی یقینی معلوم و مشہور ہے، جس میں کسی قسم کے شبہے کی گنجائش نہیں، جیسے علما تو علما، عوام بھی جانتے ہیں، اگر عوام سے پوچھا جائے کہ خاتم النبیین کے معنی کیا ہیں؟ تو وہ بھی بلا توقف بتادیں گے کہ آخری نبی" اسی وجہ سے یہ ضروریات دین سے ہے"۔[2]

شفا شریف میں قاضی عیاض کی جو عبارت ہم نے اوپر ذکر کی ہے، جس میں خاتم بمعنی آخری نبی ہونے کا ذکر ہے، وہی عبارت دیوبندی جماعت کے معتبر مفتی، مولانا محمد شفیع نے بھی قادیانی کے دعوائے نبوت کے رد میں سند کے طور پر پیش کیا ہے، یہ عبارت ان کی کتاب "ختم النبوۃ فی الآثا" میں منقول ہے۔

نانوتوی کا شگوفہ:

لیکن اس بنیادی قطعی واجماعی عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہ جانے دیوبند کے مولانا قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ کو کیا سوجھی کہ وہ ختم نبوت بمعنی آخری نبی ہونے کا انکار کر بیٹھے اور نبوت کا

---

[1] فتاویٰ عالمگیری، ج۲، ص ۲۶۳

[2] مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا ص ۱۷

وہ دروازہ جسے اللہ تعالیٰ نے بند فرمادیا اور رسول نے جس پر مہر لگادی اور زمانۂ رسول سے تاحال کسی صاحب ہوش و خرد اور سلیم الحواس شخص نے جس کو کھولنے کی جسارت نہیں کی اسے زبردستی کیوں کھولنا چاہتے ہیں، اس کا داعیہ سمجھ میں نہیں آتا، آیا وہ خود اس دروازے سے اندر داخل ہونا چاہتے تھے، یا کسی اور کے لیے راہ ہموار کر رہے تھے، اگر پہلا داعیہ کارفرما تھا تو نہ جانے پھر وہ اس کی جرأت کیوں نہیں کر سکے؟ شاید دروازہ کھولنے ہی سے امت مرحومہ میں جو غیر معمولی ہلچل اور نفرت و بے زاری پیدا ہوگئی تھی اسے جناب نے محسوس کر لیا ہو اور آگے قدم نہ بڑھا سکے ہوں، اس بے زاری اور عام مخالفت کا ذکر مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے الفاظ میں یوں کیا ہے:

> ”جس وقت مولانا (قاسم) نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی ہے، کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی، بجز مولانا عبدالحئی کے“ (1)

مولانا نانوتوی نے نبوت کا بند دروازہ جو کھولا، تو تاک میں بیٹھے مرزائے قادیان غلام احمد نے موقع غنیمت جانا اور جلدی سے اس میں گھسنے کی جسارت کر ڈالی۔

اب ہم بلا تاخیر وہ عبارت نقل کر رہے ہیں، جس میں ختم نبوت بمعنی آخری نبی ہونے کا انکار کیا گیا ہے، قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

> ”اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنا چاہیے کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو، سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو

---

[1] الافاضات الیومیہ، ج۴، ص ۵۸۰

خدا کی جانب یاوہ گوئی کا وہم ہوتا ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت، شکل ورنگ، حسب ونسب، سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق پڑتا ہے؟ جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔

دوسرے رسول اللہ صلعم کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہے، کیوں کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں، اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے۔

باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا، اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے، جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے، البتہ فی ذاتہ قابل لحاظ ہے۔ پر یہ جملہ '' ماکان محمد ابا احد من رجالکم '' اور جملہ '' ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین '' میں تناسب تھا؟ جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک قرار دیا۔

اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی، بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں، اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقع تھے، بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے، جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے''۔[1]

فقیہ اعظم حضرت علامہ محمد شریف الحق امجدی فرماتے ہیں:

''یہ کل سترہ وجوہ ہوئے جن سے نانوتوی صاحب نے اپنا یہ عقیدہ ثابت کیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنیٰ آخر النبیین نہیں بلکہ نبی بالذات کے ہیں۔ نیز یہ بھی واضح کر دیا کہ نبی بالذات ہونے کو آخری نبی ہونا کسی طرح لازم نہیں''(2)

مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا نہیں صرف نبی بالذات کے ہیں، جسے آخر الانبیا ہونا لازم بھی نہیں۔ اسی وجہ سے

---

[1] تحذیر الناس ص ۳،۴

[2] مسئلہ تکفیر اور امام احمد رضا ص ۲۵

انہوں (نانوتوی) نے (تحذیر الناس) ص ۱۴ و ۲۸ پر صاف صاف بلا کسی ابہام کے لکھ دیا:

"اگر حضور کے زمانے میں کوئی اور نبی پیدا ہوجائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہوجائے توخاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔ (1)

مفتی صاحب نے نانوتوی صاحب کی عبارت پر تیرہ مواخذے کیے ہیں، تفصیل کے لیے کتاب مذکور دیکھیے، آخر میں لکھتے ہیں:

"اب ناظرین سے سوال ہے کہ کیا اتنے کفریات کے ارتکاب کے باوجود بھی تحذیر الناس کے مصنف نانوتوی صاحب مسلمان ہی رہے؟ کیا اب بھی ان کی تکفیر فرض نہیں تھی، اس کا فیصلہ آپ حضرات پر چھوڑتا ہوں"۔ (2)

نانوتوی اور قادیانی دونوں کے نزدیک نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے

ابھی اوپر گزرا کہ نانوتوی کے نزدیک خاتم النبیین بمعنیٰ آخری نبی نہیں بلکہ نبی بالذات ہے، جسے آخری نبی ہونا لازم بھی نہیں، بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہوجائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا، یعنی حضور کے بعد نبی پیدا ہوسکتا ہے۔

یہی عقیدہ مرزائی کا بھی ہے، مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی اپنی کتاب "تحفۂ قادیانیت" ص ۶۷۰ پر لکھتے ہیں:

"قادیانی مرزائی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ نہیں کہ آپ [ﷺ] آخری نبی ہیں، نہ یہ کہ آپ [ﷺ] کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے، بلکہ یہ مطلب ہے کہ آئندہ حضور ﷺ کی مہر سے نبی بنا کریں گے"۔ (3)

نانوتوی اور مرزائی دونوں کے خیالات بالکل یکساں ہیں، دونوں عبارتوں کو ایک بار پھر

---

[1] ایضاً ص ۲۸

[2] ایضاً ص ۳۰

[3] تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا ص ۳۹۲

پڑھئے اور غور کیجیے کہ دونوں کے یہاں نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، جمہور امت کے نظریے کے خلاف دونوں کی نظریاتی یکسانی کہیں ایک ہی آقا[انگریز] کے اشارے پر منصوبہ بند سازش تو نہیں ہے؟ فرق اتنا سا ہے کہ دروازہ دونوں نے کھولا، مگر اندر ایک ہی داخل ہو پایا، دوسرا ڈر گیا، یا داخل ہونا چاہتا تھا، لیکن اس سے پہلے ہی مر گیا۔[نانوتوی ۱۲۹۷ھ میں مر گیا جب کہ مرزا ۱۹۰۸ء میں مرا] یا نانوتوی صاحب نے قادیانی ہی کے لیے پہلے سے دروازہ کھولا، قادیانی سے پہلے نانوتوی صاحب کا عقیدہ سامنے آیا، قادیانی کے دعوے سے پہلے ہی مر گئے۔

ختم نبوت کے معنی میں نانوتوی اور قادیانی دونوں کے ہم عقیدہ ہونے ہی کی وجہ سے، یوسف لدھیانوی دیوبندی نے قادیانیوں کی تردید وتکفیر کی، تو پلٹ کر ایک قادیانی نے کہہ دیا کہ تم دیوبندی! ہماری تردید وتکفیر کا کیا حق رکھتے ہو؟ ہم اور ہمارے مرزا تو وہی بات کہہ رہے ہیں، جو تمھارے نانوتوی صاحب پہلے کہہ گئے ہیں، اگر ہم کافر ہیں تو تم اور تمھارے نانوتوی بھی کافر ہیں۔ ع

دونوں اس حمّام میں ننگے ہی ہیں

انکار ختم نبوت اور دعوائے نبوت کا حکم

ختم نبوت یعنی حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا، جھوٹا دعوائے نبوت کرنا، اور ایسے نبی کو ماننا حضور کی گستاخی، کفر اور ارتداد ہے، اور اس کی سزا قتل ہے، چنانچہ حضور کے دور میں اسود عنسی کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو خود حضور نے اس کے قتل اور سرکوبی کے لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری، اور حضرت معاذ بن جبل کو صنعا بھیجا اور حضرت فیروز دیلمی صحابی کے ہاتھوں اس کا قتل ہوا اور اس کے قتل پر حضور نے خوشی کا اظہار کیا اور حضرت فیروز کو کامیاب کہا۔

یوں ہی مسیلمہ کذاب، اور طلحہ بن خویلد اور سجاح بنت حارث نے دعوائے نبوت کیا تو حضرت صدیق اکبر نے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں اسلامی لشکر بھیجا اور مسیلمہ سمیت اس کے ماننے والے ۲۸ ہزار منکرین ختم نبوت قتل کیے گئے۔ پھر بعد کے زمانوں میں بھی مدعیان نبوت اور ان کے متبعین کے لیے کفر وارتداد کی پاداش میں علمائے عصر نے قتل کا حکم دیا اور مسلم بادشاہوں نے ان پر عمل کر کے انھیں قتل کیا اور پھانسیوں پر لٹکایا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کا حکم:

امام احمد رضا فاضل بریلوی مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا شرعی حکم کفر و ارتداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لا اله الا الله، محمد رسول الله ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے، اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے، قال الله تعالیٰ: **و لکن رسول الله و خاتم النبین**، و قال ﷺ **انا خاتم النبیین لا نبی بعدی**، لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے، جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر، اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار، جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے، وہ خود بھی کافر مرتد ہے"۔[1]

ان کے کچھ اور احکام:

امام احمد رضا فاضل بریلوی ایک اور سوال کے جواب میں مرزائیوں کے لڑکوں کے ساتھ رشتہ کرنے اور دیگر معاملات کا حکم شرعی یوں بیان فرماتے ہیں:

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین (ا) اس مسئلہ میں کہ زید نے باوجود اس علم کے کہ مرزائی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے کافر و ملحد ہونے کا فتویٰ تمام علمائے اسلام دے چکے ہیں، پھر بھی اپنی لڑکی کا نکاح ایک مرزائی کے لڑکے کے ساتھ کر دیا، اب زید کو گمراہ اور بد عقیدہ سمجھا جائے یا نہیں؟ اور زید کے ساتھ کھانا پینا اور اس کی شادی اور اس کی غمی میں شریک ہونا، اپنے یہاں اس کو شریک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ ایسا کریں، ان کے لیے کیا حکم ہے؟۔

جواب: اگر وہ لڑکا باپ کے مذہب پر تھا اور اسے یہ معلوم تھا کہ اس کا یہ مذہب ہے اور دانستہ لڑکی اس کے نکاح میں دی تو یہ لڑکی کو زنا کے لیے پیش کرنا

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج۵ ص ۴۳۴

ہے اور پرلے سرے کی دیوثی ہے، ایسا شخص سخت فاسق ہے، اور اس کے پاس بیٹھنا تک منع ہے ،قال اللہ تعالیٰ :وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ، ورنہ اس کے سخت بے احتیاط اور دین میں بے پرواہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور اگر ثابت ہو کہ وہ واقعی مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے اس بنا پر یہ تقریب کی تو خود کافر مرتد ہے، علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت باتفاق فرمایا کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر، جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر، اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان، موت، حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں، بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازہ پر جانا حرام، اسے مسلمان کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام، قال اللہ تعالیٰ :و لا تصل علیٰ احدٍ منھم مات ابدا و لا تقم علی قبرہ۔"

ایک اور سوال ہوا تو فرمایا:

سوال: مرزائیوں کے لڑکوں کو جو ابھی سن شعور کو نہیں پہنچے اور ماں باپوں کے رنگ میں رنگے ہیں اور ہر امر میں انھیں کے ماتحت ہیں، کیا سمجھنا چاہیے؟ مرزائی یا غیر مرزائی۔

جواب: وہ سب مرزائی ہیں مگر وہ کہ عقل و تمیز کی عمر کو پہنچا اور اچھے برے کو سمجھا اور مرزائیوں کو کافر جانا اور ٹھیک اسلام لایا، وہ مسلمان ہے، یہ اس حالت میں ہے کہ ماں بھی مرزائی ہو اور اگر ماں مسلمان ہو اگرچہ اپنی شامت نفس یا اپنے اولیا کی حماقت یا ضلالت سے مرزائی کے ساتھ نکاح کر کے زنا میں مبتلا ہے، اب جو بچے ہوں گے، جب تک نا سمجھ رہیں گے، اور سمجھ کی عمر پر آکر خود مرزائیت اختیار نہ کریں گے ،اس وقت وہ اپنی ماں کے اتباع سے مسلمان ہی سمجھے جائیں گے ،" فإن الولد يتبع خير الأبوين ديناً، فكيف مَن لَيس له الا الأمُ فان ولد الزنا لا أب له"۔[1]

[1] فتاویٰ رضویہ ج۶ ص۵۱

جھوٹے مدعیان نبوت

مال و دولت، اقتدار و حکومت، عزت وجاہت اور ناموری و شہرت کی طلب و چاہت انسانی فطرت میں داخل ہے، ان چیزوں کے حصول کے لیے انسان وہ سب کام کر ڈالتا ہے جس کی اجازت نہ عقل دیتی ہے اور نہ دین، اس مقصد کے لیے جان ومال، عزت و آبرو حتیٰ کہ ایمان بھی داؤں پر لگادیا جاتا ہے، جس کی گواہی میں حضرت آدم سے لے کر حال کی تاریخ میں بے شمار واقعات آسانی سے مل جائیں گے۔

الوہیت کے بعد نبوت سب سے بڑا منصب ہے، اس منصب کے لیے سب سے اشرف مخلوق انسانوں میں سے ایسے مومن مرد کا انتخاب خداوند قدوس خود کرتا ہے، جو تمام انسانی خصائل حمیدہ کا جامع ہو، نبی اپنے دور کا انسان کامل ہی نہیں بلکہ مومن کامل ہوتا ہے، اور خدائی انتخاب ہوتا ہے، اس میں کسب کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہوتا کہ کوئی مرد یا عورت اپنے اخلاق و اعمال اور غیر معمولی صلاحیتوں اور کوششوں سے اسے حاصل کر سکے۔

نبوت کی اس ناقابل انکار حقیقت کے باوجود بعض لالچی، نفس پرست اور مکار لوگ اپنی عقل و ذہانت، علم و دانائی، اور اقتدار و حکومت کے بل بوتے پر اس خدائی منصب پر از خود فائز ہونے کی ناپاک و ناکام جرأت سے باز نہیں رہے اور جھوٹا دعوائے نبوت کر بیٹھے، مرد تو مرد عورتیں بھی پیچھے نہیں رہیں۔

دور رسالت سے اب تک دعوائے نبوت کا یہ سلسلہ جاری ہے، ابھی چند سال پہلے کی بات ہے، اخبارات اور رسالوں میں خبر چھپی کہ ندوہ کے پڑھے ہوئے مسیح الدین نامی ایک شخص نے حیدر آباد دکن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور وہاں مخالفت ہوئی تو ناگپور میں آکر پناہ لی اور گمنامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوا۔

تاریخ اسلام میں اس طرح کے بہت سے افراد ملیں گے جنہوں نے دعوائے نبوت کیا، ان میں بعض بہت مشہور ہوئے اور بعض گمنام ہوگئے، بذریعہ وحی حضور کو معلوم تھا کہ بعض جھوٹے نبی پیدا ہوں گے، لہٰذا آپ نے پہلے ہی سے امت کو آگاہ فرمادیا تھا، آپ فرماتے ہیں:

"سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" [1]

بیشک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا، جب کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

دور رسالت کے مشہور مدعیان نبوت میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، اور سجاح بنت حارث گزرے ہیں۔

اسود عنسی:

اس کا اصل نام عیلہ تھا، عنس بن قدح سے نسبت کی وجہ سے عنسی مشہور ہوا، یہ ایک چرب زبان کاہن تھا، اس نے اپنی چرب زبانی اور کہانت کے زور پر بہت سے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو اپنا گرویدہ اور پیروکار بنالیا، جب ان لوگوں پر قابو پالیا تو نبوت کا دعویٰ کر دیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے، جو فرشتہ وحی لاتا ہے، وہ گدھے پر سوار ہوتا ہے، اسی وجہ سے اسے "ذوالحمار" گدھے والا کہا جاتا ہے، اس کی پیش گوئیوں سے متاثر لوگوں نے بلا لیت و لعل اسے نبی مان لیا۔

سرکوبی: اس نے اپنے پیروکاروں پر مشتمل لشکر تیار کرکے یمن کے دارالسلطنت صنعا پر دھاوا بول دیا، یہ دور رسالت کی بات ہے، اس وقت صنعا پر حضور علیہ السلام کے مقرر کردہ شہر بن بازان حاکم تھے، جو مقابلے میں شہید ہوگئے اور اسود صنعا کا حاکم بن گیا، اور ان کی بیوہ مرزبانہ کو جبراً اپنے عقد میں لے لیا، جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل کو جو یمن کے دیگر علاقوں کے حاکم تھے، اس جابر و ملعون مدعیٔ نبوت کی سرکوبی کے لیے متعیّن فرمایا۔

ان دونوں حضرات نے مرزبانہ سے رابطہ کرکے اسود عنسی کے قتل کا منصوبہ ترتیب دیا، ایک رات مرزبانہ نے اسود کو کافی مقدار میں خالص شراب پلا کر مدہوش کر دیا، اور مرزبانہ کے چچازاد بھائی حضرت فیروز دیلمی اپنے ساتھیوں کی مدد سے مکان میں نقب لگا اندر داخل ہوگئے

[1] مسند احمد، جلد۵، ص۲۷۸

اور ملعون کا کام تمام کردیا، پہرے داروں نے ملعون کی خوف ناک آواز سنی تو گھبرا کر دوڑے، لیکن مرزبانہ نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے انھیں روک دیا، کہ خاموش رہو تمھارے نبی پر وحی اتر رہی ہے، پھر وہ خاموشی سے چلے گئے۔

جب اذان فجر میں مؤذن نے ایک شہادت کا اضافہ کرکے کہا "اشھد ان عیلۃ کذاب" توسب کو قتل کی اطلاع ہوگئی، اور اس کے پیروکاروں میں سے بہت سے مارے گئے اور بہت سے مشرف بہ اسلام ہوگئے۔

فوراً یہ خوش خبری مدینہ بھیجی گئی، مگر جب تک حضور کا وصال ہوچکا تھا، رحلت سے ایک رات پہلے بذریعہ وحی الٰہی آپ نے ارشاد فرمادیا تھا کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے، اور ایک مرد مبارک نے اسے مارا ہے، اس کا نام فیروز ہے، پھر فرمایا: "فاز فیروز" فیروز کامیاب ہوگیا، اس طرح یہ ناپاک مدعی نبوت انجام کو پہونچا۔

مسیلمہ کذاب:

اس کا نام مسیلمہ بن ثمالہ تھا، باختلاف روایت نجد کے وفد بنو حنیفہ کے ساتھ یہ بھی مدینہ آیا، اس کے سوا تمام ارکان وفد نے حاضر دربار رسالت ہوکر اسلام قبول کرلیا، مگر یہ محروم رہا ، حضور نے اس کی قیام گاہ پر جاکر فرمایا کہ اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو حق تعالیٰ تجھے ہلاک فرمائے گا، ایک دوسری روایت کے مطابق یہ بھی مسلمان ہوگیا تھا، مگر نجد جاکر مرتد ہوگیا اور نبوت کا دعویٰ بھی کردیا، شراب و زنا کو حلال کیا، نماز کی فرضیت ساقط کردی، ایک بوڑھا اور انتہائی مکار انسان تھا، اس نے حضور کے نام ایک خط لکھا کہ زمین آدھی ہماری ہے اور آدھی قریش کی، مگر قریش زیادتی کرتے ہیں، حضور نے جواباً اسے لکھا کہ اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے جھوٹے مسیلمہ کذاب کی طرف، امابعد! کل روے زمین اللہ کی ہے، وہ جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور بھلی عاقبت پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

سرکوبی: یہ حضور کے بعد بھی زندہ رہا اور خلیفۂ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صحابہ کے اجماع اور مشورے سے حضرت خالد بن ولید نے چوبیس ہزار لشکر کی مدد سے اس کی سرکوبی کے لیے جہاد کیا، مسیلمہ چالیس ہزار لشکر جرار کے ساتھ مقابلے پر آیا،

مگر خدائی مدد کے آگے ناکام ہوا، اور جہنم رسید ہوا، اس عظیم جہاد میں بارہ سو صحابہ و تابعین نے اٹھائیس ہزار منکرین ختم نبوت محمدی کو جہنم رسید کرکے، جام شہادت نوش کیا۔

سجاح بنت حارث

یہ ایک عورت تھی جس نے بنی تغلب میں اپنی نبوت کا دعوی کیا، چند ہوس پرست اس کے ہمنوا ہوگئے، یہ مسیلمہ ہی کے دور کی ہے، جھوٹے نبی نے جھوٹی مدعی نبوت سے خائف ہوکر مبارک باد اور تحفے بھیجے، اور ملاقات کرکے اس سے شادی بھی کرلی، مہر میں سجاح کے پیروکاروں سے صبح وعشا کی نماز ساقط کردی گئی، اتنے میں حضرت خالد بن ولید کا لشکر آپہونچا اور ان پر غالب آیا، ایک روایت کے مطابق سجاح اور اس کے پیروکاروں نے اسلام قبول کرلیا۔

طلیحہ:

عہد نبوت کے بعد اس نے دعوائے نبوت کیا، یہ قبیلہ بنی اسد سے تھا، اس کی سرکوبی کا فریضہ بھی دور صدیقی میں حضرت خالد بن ولید کے ذریعہ انجام پایا، قبیلہ فجار کے لوگ اس کے پیروکار تھے، حضرت صدیق اکبر نے حضرت خالد بن ولید کی کمان میں اس کی سرکوبی کے لیے اسلامی لشکر بھیجا، حضرت خالد بنی طے میں پہونچے، اور کوہ سلمہ و کوہ جاوا کے درمیان یہ لشکر ٹھہر گیا، آس پاس کے مسلمان بھی اس لشکر میں شامل ہوگئے، سب نے مل کر اس کے مکار حواری عیینہ بن حصین اور دیگر فجاریوں سے جنگ کی، فجاریوں کو شکست کا منھ دیکھنا پڑا، اور وہ اپنے سردار عیینہ سمیت اپنے جھوٹے نبی طلیحہ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

انجام: طلیحہ نے پہلے تو فرار کی راہ اختیار کی، لیکن بعد میں خالد بن ولید کے پاس حاضر ہوگیا اور مسلمان ہوگیا، حتی کی جہادوں میں حصہ لیا، اور ایران کے محاذوں پر حضرت سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں جہاد کیا اور دور فاروقی میں حضرت ساریہ کے ساتھ جنگ نہاوند میں شرکت کی اور شہادت پاکر داخل جنت ہوا، انجام بخیر ہوا۔

مختار بن عبید ثقفی: نے بھی نبوت کا دعوی کیا جس کی سرکوبی حضرت مصعب بن زبیر نے فرمائی۔

زمانۂ خلافت راشدہ کے بعد بھی کچھ طالع آزماؤں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ارتداد ودعوائے نبوت کی وجہ سے انھیں مسلم حکمرانوں اور اس عہد کے علماو مشائخ نے خارج از اسلام قرار دینے کے ساتھ ساتھ گرفتار کر کے سزائے موت دی، حتیٰ کہ بعض عرصے تک عبرت کے لیے سولی پر لٹکا کر رکھے گئے۔

عہد عبد الملک بن مروان کے زمانے میں حارث نام کے ایک شخص نے دعوائے نبوت کیا اور اپنے شرعی اور منطقی انجام کو پہنچا۔

ہارون رشید کے دور میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں، کیوں کہ (اصلی) نوح علیہ السلام کی عمر ساڑھے نو سو سال تھی، جو ایک ہزار سے پچاس کم تھی، جس کے پورا کرنے کے لیے اب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے دعویٰ پر قرآن مجید سے دلیل دی کہ ''الف سنة الا خمسين عاماً'' فرمایا گیا ہے، یعنی نوح علیہ السلام دنیا میں پچاس سال کم ایک ہزار سال زندہ رہے۔

اسے بھی اس دور کے علما نے سلف کے اتباع میں مرتد قرار دے کر قتل کا حکم دیا، اور اسے بھی سولی دی گئی۔ (1)

مرزا غلام احمد قادیانی:

اس نے ۱۹۰۰ء میں انگریزوں کی سازش اور منصوبہ سے قادیان پنجاب میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

❁❁❁

[1] کتاب المحاسن والمساوی ج ا ص ۶۴ از امام بیہقی

مرزغلام احمد قادیانی کے حالات

مرزا کا تعارف:

مرزا غلام احمد قادیانی بقول اپنے بیٹے مرزابشیرالدین محمود ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہندوستانی پنجاب کے مقام قادیان ضلع گورداس پور میں پیدا ہوا، اس دور میں رائج عربی وفارسی کی تعلیم مرزا نے اس دور کے بڑے بڑے اساتذہ علامہ فضل احمد، علامہ گل حسن شاہ اور علامہ فضل الٰہی سے حاصل کی اور دین کی پوری تعلیم پائی، طب کی تعلیم اپنے والد مرزا غلام عطا محمد ولد مرزا گل محمد سے حاصل کی۔

انگریزی ملازمت:

تقریبا ۲۴ سال کی عمر میں انگریزی حکومت کے ڈپٹی کمشنری سیالکوٹ کے آفس میں پندرہ روپئے ماہانہ تنخواہ پر بحیثیت کلرک ملازمت شروع کی اور اس معمولی ملازمت کے ذریعہ تاج برطانیہ کا قرب حاصل کیا اور سامراج نے مرزا کو اپنے مطلب کا آدمی پاکر افتراق و انتشار بین المسلمین کا آلۂ کار بنانے میں کامیابی حاصل کرلی، مرزا نے بھی خوب حق نمک ادا کیا، اور انگریزوں کا یہ ریزہ خوار بڑا وفادار ثابت ہوا۔

انگریز کو ایسے وفادار، ریزہ خوار اور آلۂ کار کی تلاش تھی ہی، جب مرزا قادیانی کی شکل میں انھیں کام کا آدمی مل گیا، تو اس سے جو اصل کام لینا تھا، اس کے لیے کلرک کی خدمت چند سال بعد چھڑوادی اور مرزا کو اصل کام پر لگا دیا، اسی دوران ۱۸۷۶ء میں اس کے والد مر گئے۔

مرزا میدان عمل میں:

باپ کی موت سے ایک طرح سے مرزا بالکل آزاد ہوگیا اور انگریز کے سپرد کردہ اصل کام کو صحیح ڈھنگ سے انجام دینے کے لیے عربی فارسی میں مزید پختگی کی کوشش کی اور عربی وفارسی کے ساتھ اردو زبان میں لکھنے کی مشق تیز کردی، بقول مرزا شیخ محمد اکرام ان دنوں ان (مرزا قادیانی) کی حالت نیم مجذوبانہ سی رہتی تھی۔ (1)

---

[1] موج کوثر ۱۷۸

مرزا نے اولاً اپنے کو ایک مصلح کی حیثیت سے پیش کیا اور ۱۸۷۹ء میں تصانیف کا سلسلہ شروع کیا، وہ عالم دین تو تھا ہی، دوسری طرف انگریز کی سرپرستی بھی حاصل تھی، جلد ہی وہ ایک کامیاب و مقبول واعظ و مصلح کی حیثیت سے مشہور ہو گیا، اور ایک اچھا خاصہ طبقہ اس سے متاثر ہو گیا، اس ابتدائی کامیابی کے بعد حوصلہ بلند ہو گیا، اور تدریجا منصوبہ بند طریقے سے مختلف قسم کے دعوے کرنے شروع کر دیے، سب سے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، ۱۸۸۲ء میں دعویٰ کیا کہ اسے کثرت سے الہامات ہوتے ہیں، پھر ۱۸۸۸ء میں مہدی موعود بنا، پھر ترقی کر کے ۱۸۹۰ء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بکواس کی کہ نہ وہ زندہ ہیں نہ آسمان چہارم پر بلکہ فوت ہو چکے ہیں اور وہ عیسیٰ مسیح کی مثیل ہے، علماء وقت کی طرف سے جب اس کی مخالفت ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کھلی توہین پر اتر آیا اور ان کی شان میں گالی گلوج اور خرافات کی بھرمار کر دی، ان کے معجزات کو مسمریزم کہا، اپنے کو ان سے افضل بتایا، انھیں نادان ، چور، شریر، مکار، بدعقل، زنانے خیال کا، فحش گو، جھوٹا، گندی گالیاں دینے والا، پیرِ شیطان کا خطاب دیا، اور آپ کی تین دادیوں اور نانیوں کو زناکار بتایا۔ (معاذ اللہ)

۱۹۰۱ء میں مرزا نے ظلی، بروزی اور غیر تشریعی نبی اور پھر اصلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا، اور ۲۹ر مئی ۱۹۰۸ء کو اچانک قہر خداوندی کا شکار ہوا اور ہیضہ میں مبتلا ہو کر لاہور میں پاخانہ کے اندر جہنم رسید ہو گیا، اور اس کا جنازہ کوڑہ گاڑی میں چھپا کر مال گاڑی میں لادا گیا اور قادیان میں دفن دیا گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور دعوائے نبوت :

قادیانیت کے دوسرے امام اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۹۱۵ء میں قادیانیوں کے دوسرے مختصر گروپ لاہوری پارٹی کے خلاف حقیقۃ النبوۃ کے نام کی ایک کتاب لکھی، جس کے پچاس صفحات صرف اس لیے سیاہ کیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اسی معنی کر اور اسی قسم کے نبی تھے جس معنی کر اور جیسے نبی پہلے آتے رہے اور اگلے نبیوں کے نہ ماننے والے جس طرح کافر ہیں، اور نجات کے مستحق نہیں اسی طرح مرزا صاحب کے نہ ماننے والے سارے مسلمان بھی کافر اور نجات سے محروم رہنے والے ہیں۔

اس میں مرزا کی نبوت پر بیس دلیلیں دی گئی ہیں، ان میں ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مرزا صاحب نے خود اپنے کو نبی اور رسول کہا ہے، اس کے بعد اس کے لڑکے اور حقیقۃ النبوۃ کے مصنف نے مرزا کی کتابوں سے انتالیس عبارتیں درج کی ہیں، ان میں سے کچھ آپ بھی پڑھیے، مرزا کہتا ہے:

① "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے مرا نام نبی رکھا ہے"۔[1]

② "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول و نبی ہیں." [2]

③ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا."[3]

④"خدا تعالیٰ قادیان کو اس طاعون کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا، کیوں کہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے"۔[4]

⑤ پس خدا نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہوگیا، تب وہ وقت آیا کہ ان کو ان کے جرائم کی سزا دی جائے۔[5]

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعوائے نبوت کے ساتھ کچھ خدائی الہامات بھی گھڑے ہیں، اس کے بیٹے بشیر الدین محمود نے ان الہامات کو بھی اپنے باپ کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے، ان من گھڑت الہامات میں سے ہم صرف پانچ کو حقیقۃ النبوۃ کے حوالے سے ذکر کر رہے ہیں، مرزا کہتا ہے:

① " هو الذی أرسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق و تهذیب الاخلاق "
وہی خدا جس نے اپنا رسول، ہدایت، دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔

② " انا ارسلنا احمد الی قوم فاعرضواو قالوا کذاب أشر"

---

[1] تتمة حقيقة الوحی ص۶۸ از مرزا قادیانی۔

[2] بدر ۵، مارچ ۱۹۰۸ء

[3] دافع البلاء ص ۱۱

[4] دافع البلاء ص ۱۰

[5] تتمة حقيقة الوحی ص:۵۲

ہم نے احمد[غلام احمد قادیانی]کوایک قوم کے پاس بھیجا تواس نے اعراض کیااور کہاانتہائی جھوٹااور بہت شریر ہے۔

③ "انی مع الرسول أقوم و الوم من يلوم "

میں رسول کے ساتھ قائم ہوں اور جو اس کی ملامت کرتا ہے میں اس کی ملامت کرتا ہوں۔

④ " انی مع الرسول أقوم و من يلومه ألوم "

میں رسول کے ساتھ قائم ہوں اور جو اس کی ملامت کرتا ہے، میں اس کی ملامت کرتا ہوں۔

بشیر الدین محمود ان الہامات کو ذکر کرنے کے بعد سوال کرتا ہے کہ:

"کیا سب نبیوں کو ہم اس لیے نبی نہیں مانتے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو نبی کہا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ وہی خدا ہے جس نے موسیٰ سے کہا تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا اور عیسیٰ سے کہا کہ تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا، لیکن آج مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی سے کہتا ہے کہ تو نبی ہے تو وہ نبی نہیں ہوتا.... کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی یقینی وحی کی موجودگی میں کوئی شخص مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرسکتا ہے اور جو شخص انکار کرتا ہے اسے ضرور پہلے نبیوں کا بھی انکار کرنا پڑے گا ،کیوں کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ مسیح کی نبوت دلائل اور جن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے،ان سے بڑھ کر دلائل اور صاف الفاظ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق موجود ہیں، ان کے ہوتے ہوئے اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں آج تک کبھی کوئی نبی ہوا ہی نہیں" ۔[1]

باپ کی نبوت پر ایک اور دعویٰ دیکھیے، بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

" بلحاظ نبوت ہم بھی مرزا (غلام احمد قادیانی)صاحب کو پہلے نبیوں کے مطابق دیکھتے مانتے ہیں"۔[2]

---

[1] حقیقۃ النبوۃ ص: ۲۰۰_۲۰۱

[2] ایضاً ص ۲۹۲

اور اس دعوے کی دلیل میں کہتا ہے کہ:

"اول دلیل حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو نبی کہہ کر پکارا ہے مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے، چنانچہ ایک تو آیت: وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے، پس جس کا نام قرآن کریم رسول رکھتا ہے اس کے نبی اور رسول ہونے میں کیا شک کیا جاسکتا ہے۔۔۔ اگر مسیح موعود نبی نہ تھے تو پہلے بزرگ بھی نبی نہ تھے، دونوں کی نبوت پر ایک ہی کتاب شاہد ہے". [1]

مرزا غلام احمد قادیانی کے کچھ اور دعوے

- خدائی کا دعویٰ: "رأيتني في المنام عين الله وتيقنت أنني هو" (2) میں نے نیند میں خود کو ہو بہو اللہ دیکھا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں وہی اللہ ہوں۔
- خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ: مرزا لکھتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "أنت بمنزلة ولدي" (3) تم میرے بیٹے کی جگہ ہو
- کرشن ہونے کا دعویٰ: ۲/ نومبر ۱۹۰۴ء کو مرزا نے سیالکوٹ میں ایک لیکچر دیا، جس میں کرشن ہونے کا دعویٰ کیا، خود کو "ہے کرشن جی رودر گوپال" لکھا. (4)
- اوتار ہونے کا دعویٰ: ہندوؤں کو خطاب کرتے ہوئے لکھا: "برہمن اوتار (یعنی مرزا) سے مقابلہ اچھا نہیں". (5)

---

1. حقیقۃ النبوۃ، ص ۱۸۸
2. آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ از مرزا
3. حقیقۃ الوحی ص ۸۶
4. البشریٰ ج ۱ ص ۵۶
5. ایضاً ج ۲ ص ۱۱۶

☜ عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ: مرزا لکھتا ہے:

"نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے"(1)

☜ محمد ہونے کا دعویٰ: لکھتا ہے:

"خدا نے مجھ پر اس رسول کا فیض اتارا اور اس کو پورا کیا اور مکمل کیا اور میری طرف اس رسول کا لطف اور جود بھرا، یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔"(2)

☜ احمد ہونے کا دعویٰ: آیت کریمہ " **و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد** میں لفظ " **احمد** " سے متعلق دعویٰ کیا کہ:

"وہ احمد میں ہی ہوں" (3)

☜ مجدد ہونے کا دعویٰ: لکھتا ہے:

"اس عاجز کو دعوائے مجدد ہونے پر اب بفضلہ تعالیٰ گیارھواں برس جاتا ہے"(4)

☜ محدث ہونے کا دعویٰ: لکھتا ہے: "میں محدث ہوں" (5)

☜ مہدی ہونے کا دعویٰ: کہتا ہے: "میں مہدی ہوں" (6)

❀❀❀

---

1. ازالہ اوہام ص ۶۵۸
2. خطبہ الہامات ص ۱۷۱
3. ایضاً ص ۶۷۳
4. نشان آسمانی ص ۳۴
5. حمامۃ البشریٰ ص ۷۹
6. معیار الاجتہاد ص ۱۱

مرزا کے کفریات

مرزا قادیانی کے کفریات برساتی کیڑوں کی طرح سیکڑوں کی تعداد میں اس کی کتابوں میں رینگ رہے ہیں، ہم ان میں سے دس کا ذکر کرتے ہیں، ان کے ردو جواب کے لیے سہیل فلکِ عشق و محبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے رسائل کا مطالعہ کریں۔

کفر اول: "میں احمد ہوں جو آیت "**مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد**" میں مراد ہے۔ (1)

کفر دوم: میں محدث ہوں۔ (2)

کفر سوم: "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" (3)

کفر چهارم: "خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی" (4)

کفر پنجم: حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔ (5)

کفر ششم: ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے (6)

کفر هفتم: "میں بعض نبیوں سے افضل ہوں" (7)

کفر هشتم: "اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا" (8)

کفر نهم: "آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے" (9)

---

1. ایک غلطی کا ازالہ ص ۶۷۳
2. توضیح مرام ص ۱۶
3. دافع البلا ص ۲۶
4. براہین احمدیہ
5. دافع البلاء ص ۱۰
6. ایضاً ص ۱۷
7. معیار الاخیار
8. ازالہ اوہام ص ۱۱۶
9. ضمیمہ انجام آتھم ص ۷

کفر دھم: ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیش گوئی غلط ہوئی۔[1]

انبیا اولیا کی شان میں مرزا کی گستاخیاں اور بدزبانیاں

(۱) ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا۔

(۲) کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے باقی سب میری نبوت پر ایمان لا چکے ہیں۔[2]

(۳) دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔[3]

(۴) اے بدذات فرقہ مولویاں! کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔[4]

(۵) کذاب، خبیث، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی سرزمیں! تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی۔[5]

(۶) مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیٹو، شرابی کبابی، نہ زاہد، عابد نہ حق کا پرستار، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔[6]

(۷) آپ "عیسیٰ علیہ السلام" کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔[7]

(۸) پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہیں، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔[8]

---

[1] ازالہ اوہام ص ۲۳۴
[2] آئینہ کمالات ص ۵۴۷
[3] نجم الہدیٰ ص ۱۰
[4] انجام آتھم حاشیہ ص ۲۱
[5] نزول المسیح ص ۷۵
[6] مکتوب احمدیہ ج ۳، ص ۲۱
[7] ضمیمہ انجام آتھم ص ۷
[8] ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۱۳۱

⑨ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

⑩ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ (1)

قادیانیت، اسلام کے مقابل ایک نیا دینی محاذ

- مرزا غلام احمد قادیانی نے سچے رسول ﷺ کے مقابل جھوٹے نبی ہونے کا دعویٰ کیا
- مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کے مقابل ایک دوسرا قرآن کہا
- مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان کو مسجد حرام کے مقابل ارض حرام قرار دیا
- مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی آبادی کو مکہ کے مقابل مکۃ المسیح بتایا
- مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لاہور کو مدینۃ الرسول کے مقابل ایک نیا مدینہ کہا
- مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے قبرستان کو خدا کی جنت کے مقابل مقبرۂ جنت کا نام دیا
- مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بیویوں کو ازواج رسول کے مقابل امہات المومنین سمجھا
- مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پیرو کاروں کو امت رسول کے مقابل اپنی امت قرار دیا
- مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بیٹی کو فاطمہ زہرا کے مقابل جنتی عورتوں کی سردار قرار دیا
- مرزا غلام احمد قادیانی نے ٹیچی کو جبریل کے مقابل فرشتہ وحی بتایا

مرزا اپنی نظر میں

کِرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

❀❀❀

[1] ایک غلطی کا ازالہ، حاشیہ ص ۱۱

قادیانیت کا پس منظر

مسیحیت و یہودیت اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن رہے ہیں، ان کی ریشہ دوانیاں آغاز اسلام سے تا ہنوز جاری ہیں، قصر اسلام کو سبوتاژ کرنے اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے داخل اور خارجی محاذوں پر انہوں نے کبھی کوئی کسر نہیں چھوڑی، انھیں کی ریشہ دوانیوں سے ترکی کی عثمانی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے، انھیں کی چالوں سے ہندوستان سے مسلم حکومت کا خاتمہ ہوا اور ہندوستان پر انگریز قابض ہوئے، انھیں خود مسلمانوں کے اندر کچھ لالچی، ملت فروش اور غدار ملتے گئے، جو ان کے اشاروں پر ان کا کام کرتے رہے، اٹھارہویں اور انیسویں صدی عیسوی اسلام دشمن طاقتوں کی کامیابی اور اسلامی اقتدار کے زوال کے لیے بہت اہم ہیں، ان دونوں صدیوں میں اسلام کو جتنا نقصان ہوا، اس کی نظیر نہیں ملتی۔

انھیں دو صدیوں میں مسلمانوں کے اندر اسلام کے متوارث بنیادی عقائد و نظریات کے خلاف نئے نئے عقیدوں کے حامل و علم بردار نئے نئے فرقے وجود میں آئے، جزیرۃ العرب میں محمد بن عبدالوہاب کی وہابی تحریک، اور بر صغیر ہندو پاک میں سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے ذریعہ در آمد کردہ وہابیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک مرزائیت سامراجی طاقتوں ہی کا شاخسانہ ہیں، ان دو تحریکوں نے یہودیت و مسیحیت کی امداد و اعانت سے اندرونی طور پر مسلمانوں میں تفریق کا ایسا بیج بویا کہ زمانے کی متحدہ اسلامی قومیت پاش پاش ہوگئی اور دیکھتے دیکھتے ان دو تحریکوں کے اثرات نے پوری اسلامی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

فی الحال ہم مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۸ کی تحریک مرزائیت سے متعلق گفتگو کریں گے، یہ تحریک کس طرح وجود میں آئی اور مرزا کے دعوائے نبوت کے دواعی کیا تھے، ایچ ساجد اعوان اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> "۱۸۶۹ء میں برطانوی حکومت نے برطانوی مدبروں، اعلیٰ سیاست دانوں، ممبران پارلیمنٹ اور مسیحی راہنماؤں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا تاکہ وہ اس بات کا جائزہ لے سکے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے اسباب کیا تھے؟ اور انگریزی حکومت کے دوام کی کیا صورت ہوگی؟

وفد کو ہندوستان کی فضاؤں سے اب تک نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کی صدائے بازگشت سنائی دے رہی تھی، جذبہ عشق رسالت ﷺ مسلمانوں کے دلوں میں اسی طرح موجزن تھا، وفد نے عیسائی مشنریوں اور سول سروس کے افسروں خصوصاً یہودیوں سے ملاقاتیں کیں، مسلم معاشرے میں گھس کر ان کی مذہبی کیفیات کو بنظر غائر دیکھا، ہندوستان کی سیاسی صورت حال کا جائزہ لیا، مسلم عوام پر ان کے مذہبی راہنماؤں کے اثر ورسوخ کا مشاہدہ کیا، خفیہ اداروں کے ذریعہ رپورٹیں حاصل کیں، ایک سال تک یہ سلسلہ جاری رہا، اور ۱۸۷۰ء میں اس شیطانی وفد نے لندن میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا، جس میں عیسائی مشنریوں اور خفیہ اداروں نے دو الگ الگ رپورٹیں تیار کیں، جنہیں اب یکجا کر کے The Arrival of the British Empire in India کے نام سے شائع کر دیا گیا ہے، رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

Report of Missionary Fathers

Majority of the population of the Country blindly follow their peers their Spiritual leaders.if at this stage ,we succeed in finding out some who would be ready to declare himself a zilli nabi (A protonic Prophet) then the large number of people shall rally round him.

But for this purpose, it is very difficult to per suade some one from the Muslim Masses. if this problem is solved the prophet hood the sacle a person can flourish under the patronage of the Government. we Have already overpowered the native Government mainly persuing a policy of seeking help from the traitors. that was a different

stage for the that time the traitors were from the military point of wein.

But now when we have sway over nook of the country and there is peace and order wvery where we ought to undertake measures which might create internal unrest among the country .[1]

ترجمہ: ملک ہندوستان کی آبادی کی اکثریت اندھا دھند اپنے پیروں یعنی روحانی راہنماؤں کی پیروی کرتی ہے، اگر اس مرحلے پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہوجائیں جو اس بات کے لیے تیار ہو کہ اپنے لیے ظِلّی نبی (حواری نبی) ہونے کا اعلان کرے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہوجائے گی، لیکن اس مقصد کے لیے مسلمان عوام سے کسی کو ترغیب دینا بہت مشکل ہے، اگر یہ مسئلہ حل ہوجائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جاسکتا ہے، ہم نے پہلے بھی غداروں کی مدد حاصل کر کے ہندوستانی حکومتوں کو محکوم بنایا، لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا، اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی ضرورت تھی لیکن اب جب کہ ہم نے ملک کے کونے کونے میں اقتدار حاصل کر لیا ہے اور ہر طرف امن اور آرڈر ہے، ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں، جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے"

جس کے متعلق فرنگی دانشور کہتے تھے کہ حواری نبی ملنا مشکل ہے، وہ کمینہ صفت اور ملعون انھیں اپنے ہی دروازے کی چوکھٹ پر بوٹ چاٹتے ہوئے مل گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز سرکار کو درخواستیں دے دے کر اور التجائیں کر کر کے منصب نبوت حاصل کیا، انگریز حکومت نے سرپرستی کی اور خود کاشتہ پودے کی آبیاری برطانوی حکومت ہنوز کر رہی ہے۔(2)

ابتداً مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک مصلح کا روپ اختیار کیا اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ان ہندی قوموں میں مذہبی منافرت اور چھیڑ چھاڑ شروع کی، جو صدیوں سے امن و امان کے

[1] Extract from the printed report office library Londan

[2] تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا ص:۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳

ساتھ زندگی گزار رہی تھیں، مرزا نے کپاس کے ڈھیر میں چنگاری سلگانا شروع کی، اور برطانوی ابلیس پورے طمطراق کے ساتھ اس کھیل میں آلہ کار مرزا قادیانی کی پشت پناہی اور سرپرستی کرتا رہااور خوشی کے شادیانے بجابجاکر شیطنت کو مزید ابھارتا رہا۔

مسیحیت کے ساتھ ساتھ یہودیت بھی تحریک مرزائیت کی پشت پناہی اور سرپرستی میں پیچھے نہیں رہی، اس امر کی تائید ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ اور جمعیت علماے پاکستان کے صدر[جو قادیانیت کی سرکوبی کے لیے عالمی پیمانے پر اور اندرون پاکستان اپنے مذہبی و سیاسی اثرورسوخ کا استعمال کرتے رہے ہیں اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے سالاروں میں ہیں]مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ دوست محمد فیضی کے ساتھ ایک انٹرویو میں اس طرح بیان کرتے ہیں:-

سوال: دوست محمد فیضی: پاکستان اس وقت فتنوں کا گھر اور فتنہ پردازوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے، کچھ عناصر تو ایسے ہیں جو نظریۂ پاکستان کے درپے ہیں، کچھ پاکستان ہی کے خلاف ہیں، آپ ان میں سے کسے سب سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں؟

مولانا نورانی: نے جواباً مرزائیت کو ملک کا سنگین ترین فتنہ قرار دیا، انھوں نے کہاکہ امریکہ کے صدارتی انتخاب میں جو کردار یہودی ادا کرتے ہیں، بعینہ وہ کردار مرزائیوں نے یہاں ادا کیا، مرزائیوں کو یہودیوں سے تشبیہ دینابظاہرعجیب سا لگتا ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ مرزائی مشن تل ابیب (اسرائیل) میں موجود ہے، پاکستان اور اسرائیل کے درمیان ہر قسم کے سیاسی اور تجارتی تعلقات منقطع ہیں، اس کے باوجود احمدی تل ابیب میں کیا کررہے ہیں، سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسرائیلی حکومت جو مسلمانوں کو جڑ سے مٹانے پر تلی ہوئی ہے، اور بیت المقدس پر قبضہ کرکے مسلمانوں کے آثار تک کو ختم کردینے کے درپے ہے، وہ اس مشن کی سرپرستی کیوں کررہی ہے، ایک طرف تو ہم اسرائیل کے وجود تک کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں، اور دوسری طرف ہمارے ہی ملک کے ایک مقام ''ربوہ''

کے مشن تل ابیب میں قائم ہوں، یہ امر یقیناً تشویشناک بلکہ افسوس ناک ہے، مولانا نورانی نے اس شبہ کا بھی اظہار کیا کہ اسرائیل میں موجود اس مشن کے ذریعہ سرمایہ بھی آتا ہے، اسے پچھلے دنوں پاکستان کے انتخابات میں خرچ کیا گیا، یہ بات اس لیے بھی بعید از قیاس نہیں کہ جس مرزائی جماعت کا مشن تیل ابیب میں قائم ہے، اس کے اراکین نے پاکستان کے انتخابات میں حصہ لیا تھا، ظاہر ہے کہ جماعت کے تمام مشنوں نے ان تمام امیدواروں کی مدد کی ہوگی۔ (1)

قادیانی کا اعتراف:

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز نائب کمشنر کے نام چوبیس فروری ۱۸۹۸ء کو لکھے ہوئے ایک خط میں برملا اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ قادیانیت انگریزوں کا لگایا ہوا پودا ہے، اور انھیں کی کوششوں کے نتیجہ میں اس کا وجود ہوا ہے، پھر وہ اپنے سرپرست انگریز حکمراں سے گڑگڑا کے درخواست کرتا ہے کہ ہمارا خصوصی خیال رکھا جائے اور ہمارے ساتھ خصوصی مہربانی کی جائے، خط کا متن یہ ہے:

> ”حکومت سے امید ہے کہ وہ اس جماعت (قادیانی) کے ساتھ پوری دور اندیشی، احتیاط تحقیق اور رعایت کا معاملہ کرے، جو اس کی خود کاشتہ جماعت اور ایک کارنامہ ہے، اور حکومت اپنے کارندوں کو تاکید کرے گی کہ وہ میرے اور میری جماعت کے ساتھ خصوصی مہربانی اور غیر معمولی رعایت سے پیش آئیں“ (2)

ایک جگہ اور لکھتا ہے کہ:

> انگریز حکومت ہم پر اللہ کی ایک نعمت ہے، بلکہ مسلمانوں کے لیے ایک بڑی مبارک آسمانی نعمت ہے۔ (3)

---

1. نورانی سیاست ص ۱۰۴
2. تبلیغ الرسالہ ج ۷ ص: ۱۹-۲۰
3. شہادۃ القرآن ص ۱۲

قادیانیوں کے خلاف علماے اسلام کے فتاویٰ اور قرار دادیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا فتویٰ:

قادیانی مرتد، منافق ہے، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شئ کا منکر ہے۔[1]

علماے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر" جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔[2]

سب میں بھاری ذریعہ اس کے رد کا اول اول کلمات کفر پر گرفت ہے، جو اس کی تصانیف میں برساتی حشرات الارض کی طرح ابلے گہلے پھر رہے ہیں، انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہینیں، عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں، ان کی ماں طیبہ طاہرہ پر طعن اور یہ کہنا کہ یہودی کے جو اعتراض عیسیٰ اور ان کی ماں پر ہے ان کا جواب نہیں۔

دوسرا بھاری ذریعہ ان خبیث پیشین گوئیوں کا جھوٹا پڑنا جن میں بہت چمکتے روشن حرفوں سے لکھنے کے قابل دو واقعے ہیں۔(۱) لڑکے کی پیدائش کی خبر نشر کی لیکن لڑکی پیدا ہوئی(۲) محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی کی لیکن وہ بھی جھوٹی ہوئی، غرض اس کے کفر و کذب حد و شمار سے باہر ہیں۔[3]

شیخ عمر بن حمدان مرسی مالکی مدرس مسجد نبوی مدینہ شریف کا فتویٰ:

غلام احمد قادیانی دجال، کذاب، آخری زمانے کا مسیلمہ ہے، قادیانی کے کفر اور ہر آدمی پر تا بہ امکان اس کا قتل واجب ہونے میں کوئی شک نہیں۔[4]

---

1. احکام شریعت، حصہ اول، ص ۱۱۲
2. فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۱
3. فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۳۱/ ۱۳۲ ملخصًا
4. مشمولہ حسام الحرمین ص ۱۳۲

بر صغیر ہند و پاک کے تمام فرقوں کے علما کا فتویٰ:

رجب ۱۳۳۶ھ میں بر صغیر ہند و پاک کے اندر پائے جانے والے تمام فرقوں کے علما کے نام قادیانی کے بارے میں سوالات بھیجے گئے، تو بالاتفاق سب نے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ (1)

علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ: یہ فتاویٰ اعلیٰ حضرت نے ۱۳۲۴ھ میں حاصل کر کے "حسام الحرمین" میں چھاپے۔ (2)

علمائے حرمین شریفین و بلاد شام کا فتویٰ:

ان علما نے لکھا کہ مرزا قادیانی کے پیرو کار کافر ہیں، یہ فتاویٰ مؤسسۃ مکۃ للطباعۃ والاعلام نے شائع کیے۔ (3)

قرار داد رابطۂ عالم اسلامی:

قادیانیت ایک تخریب پسند فرقہ ہے، یہ اسلام دشمن طاقتوں کا معاون ہے، یہ کافر اور اسلام کا باغی ہے، ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کی ہر سرگرمی پر پابندی لگانے کے لیے اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اور ہمارا مطالبہ ہے کہ انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ (4)

قرار داد اکابر علمائے پاکستان:

علامہ اقبال کے فرمان کے مطابق مرزائیوں کے فساد کا علاج یہ ہے کہ انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ (5)

---

1. تفصیل کے لیے فتاویٰ تکفیر قادیان، کتب خانہ اعزازیہ دیو بند دیکھیں
2. حجت شریعہ
3. القادیانیۃ فی نظر علماء الامۃ الاسلامیۃ، ص ۱۱
4. موقف الامۃ الاسلامیۃ من القادیانیۃ ص ۸۰ ملخصًا
5. ایضًا ص ۷۸

قادیانیوں کے خلاف عدالتوں کے فیصلے

عدالت بہاول پور کا فیصلہ :

مُدّعِیہ نے ثابت کردیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب مدعی نبوت ہے، اس بنا پر مدعیٰ علیہ مرتد مانا جائے گا، اس لیے کہ وہ مرزا کو نبی مانتا ہے۔ (1)

عدالت راولپنڈی کا فیصلہ :

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں، لہٰذا پہلی سماعت والی عدالت کا فیصلہ صحیح ہے۔ (2)

عدالت جیمس آباد سندھ کا فیصلہ :

گزشتہ بحث سے واضح ہوا کی مدعیہ مسلمہ کا نکاح مدعیٰ علیہ کے ساتھ نہیں ہوا، جو قادیانی ہونے کا معترف ہے۔ (3)

عدالت عالیہ ماریشش کا فیصلہ :

عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہونچی ہے کہ مدعیٰ علیہ قادیانیوں کو مسجد روز ہل میں نماز پڑھنے کا حق نہیں ہے، لہٰذا مسجد میں صرف مسلمان نماز پڑھیں گے۔ (4)

قومی اسمبلی پاکستان میں منظور شدہ قانون ۱۹۷۴ء

(۱) (الف) اس قانون کو ترمیم ثانی قانون ۱۹۷۴ء کہا جائے گا۔

(ب) یہ قانون فوری طور سے نافذ العمل مانا جائے گا۔

---

1. القادیانیۃ اقلیۃ غیر مسلمۃ از جلال الدین احمد نوری ص ۱۴
2. ایضاً ص ۱۷
3. ایضاً ص ۱۸
4. ایضاً ص ۲۰

(۲) لازم ہے کہ دفعہ ۱۰۶ کے فقرہ ۳ میں لفظ "جماعتوں" کے بعد اس عبارت کا اندراج کیا جائے۔

(۳) قادیانیوں کی جماعت یا لاہوریوں کی جماعت (جو اپنے کو احمدی کہتے ہیں) کے افراد، (غیر مسلم ہیں) اور حسب قانون، (آئین پاکستان میں) ترمیم کی جاتی ہے۔

(۴) جو شخص محمد عربی ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہیں رکھتا ہے یا اس لفظ "خاتم النبیین" کے معانی میں سے جس کسی بھی معنیٰ کے اعتبار سے اور کسی بھی وصف کے ساتھ حضور کے بعد کہیں بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، یا نبوت و تجدید فی الدین کے مماثل کسی دعویٰ کا اعتراف کرتا ہے، تو وہ غیر مسلم ہے۔

❁❁❁

اعلیٰ حضرت اور تردید قادیانیت

چودہویں صدی ہجری کے مجدد، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء نے اپنے فرض منصبی تجدید واحیاے دین اور سرکوبی اعداے دین کی ادائیگی میں رات دن ایک کر رکھا تھا، ان کے دور میں جتنے بھی اعتقادی فتنے اٹھے، اور جتنی بھی اسلام دشمن تحریکیں پیدا ہوئیں، آپ نے بھر پور علمی انداز میں اپنی تحریروں کے ذریعہ ان کا محاسبہ اور تعاقب کیا اور ان کے مفاسد سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا اور قرآن و سنت، اجماع امت اور دوسرے دلائل شرعیہ کی روشنی میں گمراہوں، گمراہ گروں اور ان کی گمراہیوں کی خوب خبر لی اور ان کا شرعی حکم بیان فرمایا۔

امام احمد رضا نے وہابیت، دیوبندیت و ندویت، رفض و شیعیت، قادیانیت مرزائیت اور دہریت و نیچریت پر ایسی ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ آج تک ان کی ٹیسیں محسوس کی جا رہی ہیں، آپ کی تصانیف ان فاسد غیر اسلامی عقائد و نظریات اور تحریکات کے ردو ابطال سے بھری پڑی ہیں۔

جب آپ مسند رشد و ہدایت پر فائز ہوئے تو مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک مرزائیت شباب پر تھی، مرزا کا دعواے نبوت اور دوسرے دعوے اور ہفوات و خرافات سامنے تھے، آپ نے ان کا بھی بھر پور ردو ابطال کیا، اور تنقید و تعاقب کر کے مرزائیت کا شیش محل چکنا چور کر دیا، رد مرزا و مرزائیت میں آپ کا کارنامہ آب زر سے سے لکھنے کے قابل ہے، جس جامعیت سے آپ نے رد فرمایا وہ صرف آپ کا حصہ ہے، اور مرزائیت میں انجام دیئے جانے والے دوسروں کے تمام کارناموں پر بھاری ہے۔

اس سلسلے میں آپ نے درج ذیل پانچ مستقل رسالے تصنیف فرمائے۔

(۱) جزاء اللہ عدوّہ بابائہ ختم النبوۃ (ختم نبوت کے انکار پر دشمن خدا کی سزا) ۱۳۱۷ھ

(۲) السوء والعقاب علیٰ المسیح الکذاب (جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب) ۱۳۲۰ھ

(۳) قہر الدیان علیٰ مرتد القادیان (قادیانی مرتد پر قہر خداوندی) ماہوار رسالہ ۱۳۲۳ھ

(۴) المبین ختم النبیین (ختم نبوت بیان کرنے والا رسالہ) ۱۳۲۶ھ
(۵) الجراز الدیانی علیٰ المرتد القادیانی (قادیانی مرتد پر خدائی تلوار) ۱۳۴۰ھ

پہلے رسالہ "جزاء اللہ عدوہ" (۱۳۱۷ھ) کے مضامین و مشمولات کا تعارف خود یوں کراتے ہیں:

"فقیر غفرلہ القدیر نے اپنی کتاب "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" ۱۳۱۷ھ (دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزا) میں اس مطلب ایمانی پر صحاح و سنن و مسانید و معاجیم و جوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیر منکر (ختم نبوت) پر ارشادات ائمہ و علمائے قدیم و حدیث و کتب عقائد و اصول و حدیث سے تیس نصوص ذکر کیے، وللہ الحمد[1]

یعنی اتنے کثیر دلائل سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی، ایسا قطعی و یقینی اور معلوم و مشہور معنیٰ ہے کہ جس میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں، جسے علما تو علما عوام تک جانتے ہیں۔

دوسرے رسالہ "السوء والعقاب ۱۳۲۰ھ میں مسیح قادیانی مرزا غلام احمد کے دس کفریات خود مرزائی کتب کے حوالے کے ساتھ تفصیلات ذکر کیے اور دلائل سے ان کا رد بلیغ فرمایا، مختلف معتبر کتابوں کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

" یہ لوگ (مرزا اور مرزائی) دین اسلام سے خارج ہیں، اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں" [2]

تیسرا رسالہ "قہر الدیان" (۱۳۲۳ھ) ایک ماہوار رسالہ ہے، جس کی ابتدا کا محرک روہیل کھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی ۱۹۰۵ء میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے شائع مضمون بعنوان "اطلاع ضروری" کی اشاعت ثابت ہوئی، جس میں قادیانیوں کی طرف سے علمائے اہل سنت پر سخت زبان درازی اور افترا پردازی کی گئی تھی، رسالے کا عرفی نام ہدایت نوری رکھا، اس وقت مطبوع شکل میں دستیاب قہر الدیان کے نام سے "ہدایت نوری" کا صرف

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۵۹
[2] مجموعہ رسائل رد مرزائیت ص ۴۴

پہلا شمارہ ہے، اس میں اللہ کے رسول روح اللہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ طاہرہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی توہین و تکذیب پر مبنی غیر واقعی و غیر مہذب اعتراضات اور خرافات کو مرزا کی کتابوں سے باحوالہ نقل کرکے ان کا انتہائی سنجیدہ رد فرمایا، مرزا کے یہ اعتراضات و تنقید اور حضرت عیسیٰ پر افضلیت کا خبط سنجیدگی و شرافت کی سرحد کو پار کر گیا ہے، انھیں لغویات و خرافات اور گالیوں سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

چوتھے رسالے "المبین" (۱۳۲۶) کی وجہ تالیف، پس منظر اور مباحث مذکورہ سے متعلق مرتب فتاویٰ رضویہ ج ششم بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی (علیہ الرحمۃ) مقدمہ فتاویٰ رضویہ میں رقم طراز ہیں:

> "المبین ختم النبیین" اسلام کے ایک بنیادی عقیدۂ ختم نبوت پر ہے، واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں پوری امت مسلمہ اس عقیدہ پر متفق رہی کہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا، قرآن کا یہی فرمان ہے۔
> " و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے لا نبی بعدی و خُتِم بی النبیون اور اسی معنیٰ پر پوری امت کا اجماع قائم رہا۔

روایتوں میں ایک اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ " زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں تمھارے آدم کی طرح آدم اور تمھارے عیسیٰ و موسیٰ کی طرح عیسیٰ و موسیٰ، تمھارے محمد کی طرح محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں "تمام علماے امت نے اس اثر کو اجماع امت اور تصریحات قرآن و حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے رد کر دیا اور بے اعتبار قرار دیا۔

مگر دیوبند کے مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے یہ شگوفہ چھوڑا کہ اثر کو رد کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی کہ ساری امت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب قرار دیا ہے کہ آپ سب کے بعد کے نبی ہیں، لیکن اگر خاتم النبیین کے معنیٰ بجائے آخری نبی کے اصلی نبی لیا جائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا ان کے زمانہ مبارکہ کے بعد بھی کہیں کوئی نبی ہو تب بھی آپ ہی خاتم رہیں گے، کیوں کہ ان ہزاروں نبیوں کی بھیڑ میں بھی جو

آپ کے زمانے میں ہو یا بعد میں آئیں بالذات نبی آپ ہی ہوں گے، لہٰذا خاتم بھی آپ ہی ہوں گے، کیوں کہ خاتم کے معنیٰ بعد والا نہیں، بلکہ بالذات نبی ہے۔

اجماع امت کے خلاف تصریحات قرآن و حدیث کے خلاف مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی اس جرأت رندانہ کے ردعمل میں پوری امت میں ایک بھونچال آگیا، مختلف حلقوں سے ان پر ردو انکار ہوا، بلکہ اسی وجہ سے ان پر حرمین شریفین کے علما نے کفر کا فتویٰ بھی دیا کہ مولوی قاسم نانوتوی نے ایک ضرورت دینی کا انکار کیا۔

آدمی کی فطرت بھی عجیب ہوتی ہے، اپنی بات کی پیچ میں ہر کردنی کر گزرتا ہے، نانوتوی صاحب کے حمایتیوں میں سے کسی نے کہا کہ قرآن عظیم کی آیت ” و لکن رسول الله وخاتم النبیین “میں الف لام استغراق کے لیے نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سارے نبیوں کا خاتم ہونا ثابت نہیں اور آپ کے بعد نبی کا امکان ختم ہو، بلکہ الف لام عہد خارجی کا ہے اور بعض نبیوں کے اعتبار سے خاتم ہیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے رسالہ ” المبین “میں انھیں ہفوات کا جواب دیا ہے اور پورے قرآن مجید سے ان تمام مقامات کا استقصا فرمایا ہے، جہاں جہاں نبی و رسول کا ذکر آیا اور اس پر ایسی شاندار بحث فرمائی کہ اس کے پڑھنے کے بعد اللہ کی قدرت کا نظارہ ہوتا ہے کہ

لیس علیٰ الله بمستنکر
أن یجمع العالم فی واحد

اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں ہے کہ ساری خوبیاں کسی ایک آدمی میں جمع فرمادے۔ اور یہ ثابت فرمایا ہے کہ الف لام عہد خارجی کا نہیں ہو سکتا، افسوس کہ یہ رسالہ نامکمل ہے، لیکن جتنا ہے، آفتاب وماہتاب ہے۔

پانچواں رسالہ الجراز الدیانی (۱۳۴۰ھ) یہ رسالہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی آخری تصنیف ہے، ۳؍ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ کو پیلی بھیت کے شاہ میر خان قادری کے سوال کے جواب میں یہ رسالہ تحریر فرمایا ۲۵؍ صفر ۱۳۴۰ھ کو آپ وصال فرما گئے۔

مستفتی نے ایک آیت اور ایک حدیث ذکر کر کے پوچھا تھا کہ کیا ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال درست ہے؟ جیسا کہ قادیانی استدلال کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے اعتراض کا جواب دینے سے پہلے سات تنبیہات اور فائدے بیان کیے اور بتایا کہ قادیانی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ کیوں اٹھاتے ہیں؟ در اصل مرزا کے ظاہر و باہر کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے، ایک ایسے مسئلے میں الجھتے ہیں، جس میں اختلاف آسان ہے، پھر بھی یہ مسئلہ ان کے لیے مفید نہیں، پھر سات وجہوں سے بتایا کہ یہ آیت قادیانیوں کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

اسی موضوع "مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام" پر آپ کے خلف اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے بھی ۱۳۱۵ھ میں "الصارم الربانی" کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی، جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کے مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد فرمایا۔

اعلیٰ حضرت نے مذکورہ بالا اپنے پانچ رسائل ہی میں رد مرزائیت پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کے علاوہ اور بہت سے سوالات کے جوابات میں بھی مرزائیت کی تردید کر کے تحفظ ناموس رسالت و تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیا، رد مرزائیت کے مختلف گوشوں سے متعلق یہ مباحث فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں، احکام شریعت اور المعتمد المستند میں موجود ہیں۔

نیز اعلیٰ حضرت نے ہندوستان کے جن اعتقادی فتنوں کے بارے میں علماے حرمین شریفین کو استفتا بھیجا، ان میں سے ایک مرزائی فتنہ کے بارے میں بھی سوال تھا، آپ نے مرزا کے جھوٹے دعواے نبوت اور دیگر دعوؤں اور گستاخیوں کو اس کی اپنی عبارت میں پیش کیا، اور عالم عرب کے علما سے مرزا کے خلاف فتواے کفر حاصل کیا، جو "حسام الحرمین" میں شامل ہے۔

فاضل بریلوی کے نزدیک مرزا قادیانی کا معاملۂ انکار ختم نبوت انتہائی توجہ طلب، حسّاس اور اہم مسئلہ تھا، جس کی اہمیت کا احساس آپ کو حد سے زیادہ تھا، اس مسئلہ کی اہمیت و نزاکت اس لیے تھی کہ اس کے پیچھے اسلام دشمن یہود و نصاریٰ کی سازشیں کارفرما تھیں، جو مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسالت کی شمع گل کرنا اور عظمت و احترام نبوت کی روح فنا کرنا چاہتے تھے، اور ایک سچے عاشق رسول اور پاسدار ناموس رسالت کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا؟ لہٰذا یہ محب رسول مرزائی ظلمتوں کی شب تار پر یلغار کے لیے یہ کہتے ہوئے سب سے آگے نظر آیا۔

شب تاریک سے کہہ دو کہ ٹھکانہ کرلے
ہم اٹھائے ہوئے سورج کا علم آتے ہیں

تاریخ محاسبۂ قادیانیت کے مصنف اور دیوبندی مکتب فکر کے حامل پروفیسر خالد شبیر احمد فیصل آباد نے رد مرزائیت میں امام احمد رضا قدس سرہ کے فتاویٰ کو جب دیکھا تو برملا اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ

"اس فتویٰ سے جہاں مولانا کے کمال علم کا احساس ہوتا ہے، وہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کے بارے میں ایسے دلائل بھی سامنے آتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی ذی شعور مرزا صاحب کے اسلام اور اس کے مسلمان ہونے کا تصور بھی نہیں کرسکتا"

آگے چل کر ایک جگہ اوراپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

" ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت ، فقہی دانش و بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے، جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے، یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی وتحقیقی خزینہ ہے، جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں، کم ہے"[1]

❁❁❁

[1] اندھیرے سے اجالے تک ص۹۹

دوسرا باب

تحریک تحفظ ختم نبوت کا تاریخی جائزہ

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی سے علامہ شاہ احمد نورانی تک

تحریک تحفظ ختم نبوت عہد بہ عہد

تحریک تحفظ ختم نبوت کو چار ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

پہلا دور: [۱۸۹۰ء (انکار حیات عیسیٰ) سے ۱۹۴۷ء تقسیم ہند اور قیامِ پاکستان تک]

دوسرا دور: [۱۹۴۷ء (قیام پاکستان) سے ۱۹۵۳ء میں مارشل لا کے تشدد تک]

تیسرا دور: [۱۹۵۳ء میں حکومت کے تشدد کے بعد سے ۱۹۷۴ء (غیر مسلم) قرار دیے جانے تک]

چوتھا دور: [۱۹۷۴ء میں قادیانیت کے پاکستان بدر ہو کر یورپ میں پناہ لینے سے لے کر تا حال]

❁❁❁

تحریک تحفظ ختم نبوت کا پہلا دور

[۱۸۹۰ء انکار حیات عیسیٰ علیہ السلام سے ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان تک]

مرزا کا ترک ملازمت:

انگریزوں کے ایما پر کلرکی کی ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی (ولادت ۱۸۴۰ء موت ۱۹۰۸ء) نے اپنے اصل فتنے ”دعوائے نبوت“ کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح اور اسلام کی تبلیغ کے نام پر اپنے ناپاک کام کا آغاز کیا، ۱۸۷۹ء میں تصنیفی سلسلہ شروع کیا، اور پہلے مجدد بنا اور ”براہین احمدیہ“ لکھی، ۱۸۸۲ء میں کثرت الہام کا دعویٰ کیا، ۱۸۸۸ء میں اور جرأت کر کے مہدی بنا، پھر جسارت میں اور ترقی ہوئی تو ۱۸۹۰ء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کر بیٹھا اور دعویٰ کیا کہ وہ مر چکے ہیں اور ان کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے، جب کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں اور آسمان چہارم پر اٹھا لیے گئے ہیں نہ یہ کہ وہ مر گئے یا قتل کر دیے گئے، یا انھیں سولی دی گئی، جیساکہ قرآن مجید میں ہے، ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شُبہ ..[1]

کچھ اندھے معتقد اور پیروکار جو پہلے ہی سے اس کے گرویدہ چلے آرہے تھے، اور اس کا ہر دعویٰ اور ہر بات بلا چوں وچرا تسلیم کر لیتے تھے، انہوں نے اس کفری دعوے کو بھی مان لیا، پھر کچھ نئے نئے خوش آمدی، لالچی اور ایمان فروش بھی دنیاوی مفاد کے لیے شریک کارواں ہوتے گئے۔ ان کی ہمنوائی اور انگریزی پشت پناہی سے حوصلہ پاکر ۱۸۹۱ء میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، یعنی جس عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر حدیثوں میں ہے، وہ میں ہی ہوں، اور میں اصل عیسیٰ علیہ السلام [جو کہ اب زندہ نہیں رہے] (معاذاللہ) کا مثیل یعنی مظہر و پیکر ہوں۔

علما و مشائخ اور رد قادیانیت کا آغاز

جب مرزا کے کفریات ولغویات اس کے لٹریچر کے ذریعے منظر عام پر آنے لگے اور اس

[1] النساء:۱۵۷

کے غلط اثرات بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے تو بر صغیر کے علمائے ربانین کے کان کھڑے ہوئے اور اس کی خطرناکی محسوس فرما کر مرزا قادیانی کی مخالفت اور رد و ابطال کی طرف متوجہ ہوئے، بر صغیر کی مسلم اکثریتی آبادی جو ان علما و مشائخ شریعت و طریقت کے زیر اثر تھی، اور صحیح اسلامی نظریات و عقائد کی حامل و عامل عشق رسول، اور عظمت و احترامِ نبوت کے پاکیزہ جذبے سے سرشار تھی، اور ان کے اشارۂ ابرو پر اسلام و ایمان کی خاطر اپنی جان و مال اور عزت و آبرو قربان کرنے کے لیے ہمہ دم تیار رہتی تھی، وہ بھی اس فتنے سے آگاہ اور چوکنا ہونے لگی۔

ان علما و مشائخ نے مرزا قادیانی کے نظریۂ انکارِ حیاتِ عیسیٰ اور دعوائے مثلیت مسیح کو دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں، تحریر و تقریر، بحث و مناظرہ، اور خصوصی مجلسی ارشادات کے ذریعے غیر اسلامی ثابت کیا اور بتایا کہ یہ دونوں چیزیں کفر ہیں، اور مرزا قادیانی ان دونوں کی وجہ سے کافر و مرتد ہو چکا ہے لہٰذا اس سے اور اس کے ماننے والوں سے مسلمانوں کو دور و نفور رہنا چاہیے، نیز یہ بھی ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں اور زندہ ہیں، ان سب محنتوں کا اچھا خاصا اثر ہوا اور عام مسلمان مرزا کی حقیقت سے آگاہ ہو کر اس سے دور اور اس کے مخالف ہو گئے۔

اس طرح انیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی کے آغاز سے ناموس رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک کا آغاز ہوا۔

فاتح قادیان پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کا جہاد قادیانیت

مرزا کی خرافات پر ابتداءً علما و مشائخ نے کم توجہ دی، مہدی ہونے اور انکار حیات عیسیٰ علیہ السلام، مثیل مسیح ہونے جیسے خطرناک دعووں کے سامنے آنے پر سب سے پہلے جس ذاتِ بابرکات نے توجہ فرما کر رد مرزائیت کی مہم کا آغاز کیا، اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی کمان سنبھال کر سب سے نمایاں، ممتاز اور موثر و اہم کردار ادا کیا، وہ فاتح قادیان، سلسلہ چشتیہ قادریہ کے بزرگ عالم دین حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (متوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) سجادہ نشیں خانقاہ چشتیہ گولڑہ شریف راولپنڈی کی ذات گرامی ہے۔[1]

[1] ختم نبوت ص ۱۲۱ از علامہ احمد مختار بیگ قادری

قدرت کا انتخاب:

آپ کا انتخاب قدرت کے اشارے پر ہوا، ہوا یوں کہ پیر صاحب گولڑوی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء میں حرمین شریفین کی زیارت کے لیے گئے، تو وہاں مقیم سلسلہ صابریہ کے مشہور صاحب کشف و کرامت بزرگ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر ہوئے، حاجی صاحب پیر صاحب سے بہت متاثر ہوئے اور سلسلے کی اجازت سے نوازا۔

حضرت پیر صاحب چاہتے تھے کہ حرمین شریفین میں قیام کیا جائے، لیکن حضرت حاجی صاحب نے بتاکید وطن واپسی کا حکم دیا اور فرمایا:

"ہندوستان میں عنقریب فتنہ برپا ہونے والا ہے، لہذا ضرور اپنے ملک ہندوستان میں واپس چلے جاؤ، بالفرض اگر آپ ہند میں خاموش ہو کر بیٹھ جائیں گے تو پھر بھی وہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا"

اس واقعہ کے راوی لکھتے ہیں کہ "پس ہم حضرت حاجی صاحب کے اس کشف کو اپنے یقین کی رو سے مرزا قادیانی کے فتنے سے تعبیر کرتے ہیں"[1]

حضرت پیر صاحب گولڑوی حاجی صاحب کے ارشاد کے مطابق واپس تشریف لائے، تو مرزا کا دعوائے مثیل مسیح ۱۸۹۱ء میں سامنے آیا اور آپ نے اس جھوٹے کا گریبان پکڑا، اور سرکوبی شروع فرمائی، اور اس کے خلاف رائے عامہ ہموار کی، اور خود دیگر علما کے ساتھ شہر شہر اس کا پیچھا کیا اور تقریروں میں اس کی پول کھولی، اور دھیرے دھیرے اسے تحریک کی شکل دی، مرزا آپ کی تحریک سے بوکھلا اٹھا اور آپ کے خلاف بدتمیزی اور گالی گلوچ پر اتر آیا۔

مرزائی شرافت کا نمونہ دیکھنا ہو تو آپ بھی پیر صاحب گولڑوی پر مرزا کی گالیوں کی صرف بوچھار ملاحظہ فرمالیجیے:

> "کذاب، خبیث، مُزَوّر، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی سرزمین! تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو ملعون کی طرح ملعون ہو گئی"۔[2]

---

[1] مقالات مرضیہ ص ۱۷۲

[2] نزول المسیح ص ۷۵

اتنی گندی گالیاں سن کر بھی تحفظ ناموس رسالت کا یہ بے باک قائد اور حق گو مجاہد کفر سے برابر لڑتا رہا اور عشق رسول کے جذبے نے بد مزگی محسوس نہیں ہونے دی اور نہ اسے تحریک سے باز رکھ سکی۔

بالآخر حضرت امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ علیہ کی پیشین گوئی کے مطابق آپ کی مساعی جمیلہ نے فتنۂ قادیانیت کی سازشوں پر پانی پھیر دیا۔[1]

اپنی تحریک جاری رکھتے ہوئے ۱۳۱۷ء/ ۱۹۰۰ء۔۱۸۹۹ء میں آپ نے "شمس الھدایہ" لکھ کر حیات مسیح علیہ السلام پر زبردست دلائل قائم کیے، اسی سال جب مرزا قادیانی نے ختم نبوت کے عقیدے کو باطل و لغو کہہ کر نبوت کا دعویٰ کر دیا، تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس کے انکار ختم نبوت کے رد میں اپنا پہلا رسالہ " جُزاء الله عَدُوّه بابائه ختم النبوة" تحریر فرما کر ایک سو سے زیادہ حدیثوں سے مرزا کا رد کیا، اس سے دو سال پہلے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی شہزادۂ اعلیٰ حضرت نے " الصارم الربانی " کے نام سے ایک کتاب ۱۳۱۵ھ میں تصنیف فرمائی اور حیات عیسوی کو ثابت کر کے مرزا کے مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد کیا۔

مناظرہ کا چیلنج:

ان تین کتابوں میں سے کسی کا بھی جواب مرزا یا کسی مرزائی سے نہیں بن پڑا، جب مرزا نے قادیانیت کی بنیادیں ہلتی دیکھیں اور پیر صاحب کا دُرّہ کھا کر پیچھے گرا، تو کھسیا کر اٹھا اور مناظرہ کا چیلنج دیا، یہ چیلنج ۳۱ جولائی کو سامنے آیا، اور ۲۵/ اگست ۱۹۰۰ء بمقام بادشاہی مسجد لاہور مناظرہ ہونا طے ہو گیا، پیر صاحب علما و مشائخ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مقررہ وقت پر مقام مناظرہ پہنچ گئے، مگر سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکا۔

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے پر یہ تماشا نہ ہوا

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان ص ۵۳۹

اس مناظرہ کو دیکھنے اور سننے کے لیے تمام مکاتب فکر کے علما و عوام کا بڑا اجتماع ہوا تھا، اس موقع پر ایک مشہور اہل حدیث عالم بھی موجود تھے، انہوں نے کیا دیکھا؟ کیسا پایا؟ خود ان کی زبانی سنیے:

"ایک وقت مرزا صاحب کی توجہ پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کی طرف ہوگئی۔ فریقین نے اس مضمون پر کتابیں لکھیں، آخر کار مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار ان کو للکارا کہ:

" میرے مقابل سات گھنٹہ زانو بزانو بیٹھ کر چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیے جو تقطیع کلاں بیس ورق سے کم نہ ہو، پھر جس کی تفسیر عمدہ ہوگی وہ مؤید من اللہ سمجھا جائے گا، لیکن اس مقابلے کے لیے پیر (مہر علی شاہ) کی شمولیت یا ان کی طرف سے چالیس علما کا پیش کردہ مجمع ضروری ہے، اس سے کم ہوں گے تو مقابلہ نہ ہوگا۔ [1]

مرزا نہیں آیا

اس دعوت کے مطابق پیر صاحب گولڑہ شریف بغرض مقابلہ ۲۴ اگست / ۱۹۰۰ء مقام لاہور پہنچ گئے، لیکن پیر صاحب نے چالیس علما کی شرط کو فضول سمجھا اور مقالہ نویسی کے لیے بذات خود پیش ہوئے، مگر مرزا صاحب تشریف نہ لائے بلکہ قادیان سے ایک اشتہار بھیج دیا کہ پیر صاحب گولڑہ مقابلہ سے بھاگ گئے۔

جس روز پیر صاحب گولڑہ، لاہور میں آئے، بغرض امداد ارد گرد سے علما اور غیر علما بھی وارد لاہور ہوئے تھے، مولوی عبدالجبار غزنوی اور خاکسار [مولانا ثناء اللہ امرتسری] بھی شریک تھے، قرار پایا کہ جامع مسجد میں صبح کے وقت جلسہ ہوگا، پیر صاحب مع شائقین مسجد جا رہے تھے، راستے میں بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھے ہوئے اشتہار دیوار پر چسپاں تھے جس کی سرخی یوں تھی۔ "پیر مہر علی کا فرار" جو لوگ پیر صاحب کو لاہور میں دیکھ کر یہ اشتہار پڑھتے وہ بزبان حال کہتے: ؏

" این چہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب "(2)

---

[1] مندرجہ در تبلیغ رسالت ص ۴۷

[2] تاریخ مرزا ص ۴۹، ۵۰ / بحوالہ آئینہ صداقت ۳۲

جشن و جلوس فتح:

مرزا ڈر کے مارے خود چیلنج دینے کے باوجود جب لاہور نہیں آیا تو یہ اجتماعِ مناظرہ، جلسہ فتح میں تبدیل ہو گیا، اور اس موقع پر پیر صاحب کی صدارت میں اپنے پر جوش خطاب کے ذریعے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) نے قادیانی کو للکارا اور شرم دلائی، دوسرے دن لاہور میں مسلمانوں نے حضرت مہر علی شاہ کی قیادت میں ایک شاندار بے مثال جلوس نکالا۔ (1)

اس واقعے کے بعد بہت سے قادیانی مرزا کے دجل و فریب اور کذب و فرار سے آگاہ ہو کر قادیانیت سے تائب ہو گئے۔

سیف چشتیائی:

دسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزا نے بزاعم خویش ایک الہامی تفسیر "اعجاز المسیح" بزبان عربی شائع کی، پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں اسی کے جواب میں اپنی دوسری مشہور کتاب "سیف چشتیائی" لکھ کر شائع فرمائی، جس میں مرزا کی عربی دانی کی قلعی کھول دی اور اس کے دعوؤں کی دھجیاں بکھیر دیں۔

اس کتاب نے بر صغیر کے علمی حلقوں میں پیر صاحب کی علمی و روحانی بالا دستی کا سکہ بٹھا دیا، اور تو اور دیوبندی جماعت کے اکابر مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی انور شاہ کشمیری نے ان الفاظ میں داد و تحسین دی اور اعتراف کیا کہ اس موضوع پر "سیف چشتیائی" کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ (2)

"سیف چشتیائی" میں حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے اور جواب سلام سے مشرف ہونے کی نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی۔

حج نصیب نہ ہونے کی پیش گوئی: چناں چہ پیشن گوئی پوری ہوئی، مرزا صاحب کو نہ تو حج نصیب ہوا اور نہ مدینہ منورہ کی حاضری۔ (3)

---

[1] ختم نبوت، ص:۲۲

[2] ختم نبوت ص ۲۲

[3] مہر منیر ص ۲۵۱

۱۹۰۷ء میں مرزا صاحب نے پیشین گوئی داغی کہ جیٹھ کے مہینے میں پیر صاحب گولڑہ کا انتقال ہوجائے گا۔ قبلہ عالم کے محب صادق نواب محمد حیات قریشی نے آپ سے مناسب حفاظت کا انتظام کرنے کی استدعا کی کہ مبادا ترغیب مرزا پر کوئی حملہ کردے۔ آپ نے فرمایا: میاں صاحب! موت برحق ہے۔ اس سے مفر نہیں، مگر تسلی رکھو، ان شاء اللہ اس جیٹھ میں میں تو نہیں مرتا، بلکہ دوسرے سال آپ نے سیال شریف کے عرس کے موقعہ پر میاں صاحب فرمایا: الجیٹھ بالجیٹھ! یعنی جیٹھ جیٹھ سے بدل گیا۔ یعنی جیٹھ میں ہماری موت کی پیشین گوئی کرنے والا خود ہی موت کا شکار ہوگیا۔ [1]

پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری:

تاجدار روحانیت، امیر ملت، پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کو اللہ تعالیٰ نے گونا گوں صفات سے نوازا تھا، آپ کو فاتح قادیان کی شاگردی کا شرف بھی حاصل ہے، آپ نے ۱۹۰۸ء میں بمقام لاہور مرزا صاحب قادیانی کو مباہلہ کی دعوت دی، انکار ہونے پر سرعام مرزا صاحب کی عبرتناک موت کی پیشین گوئی کی جو صحیح ثابت ہوئی۔ [2]

دعوت مباہلہ اور موت کی پیش گوئی:

مرزا کی شامت آئی تو لاہور کا رخ کیا، خبر اڑتے ہی پنجاب بھر سے شمع رسالت کے پروانے، ختم نبوت کے دیوانے مرزا کے تعاقب میں لاہور آپہنچے، اپریل اور مئی ۱۹۰۸ء کے دو ماہ مسلسل امیر ملت سیدنا جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے لاکھوں فرزندان اسلام کی معیت میں مرزا کا محاصرہ کیے رکھا۔ آخر ۲۵ مئی کو موچی دروازہ لاہور پر ایک عظیم الشان جلسہ ختم نبوت سے آپ کا ولولہ انگیز خطاب ہوا، اسی شام آپ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

> "آج میں چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں، مرزا اعلان کے باوجود کبھی مناظرہ میں نہیں آتا، لہٰذا میں اسے مباہلے کی دعوت دیتا ہوں"۔

---

[1] مہر منبر ص ۲۵۷

[2] مہر منیر ص ۴۰۶

مرزا کی موت کی پیش گوئی:

آپ نے فرمایا: میں نبوت کا دعویدار نہیں بلکہ سچے نبی کا سچا غلام ہوں، میں نے کبھی پیشین گوئیاں نہیں کیں، نہ پسند کرتا ہوں، البتہ آج اس دعوت مباہلہ میں اپنے سچے نبی کی عزت وعظمت کی خاطر ایسی پیشین گوئی کرنے جارہا ہوں جو ان شاء اللہ حرف بحرف سچ ثابت ہوگی۔ جھوٹے نبی مرزا کی طرح غلط نہیں ہوگی۔ معزز مسلمانو! غور سے سنو، مجھے بتاؤ کہ اس وقت مرزا کہاں ہے؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا: سامنے والے محلے کے ایک مکان میں، آپ نے کہا ان شاء اللہ مرزا کی موت آنے والی ہے، اور وہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر انتہائی عبرتناک اور شرمناک موت مرے گا، اس کے بعد آپ نے طویل خشوع وخضوع کے ساتھ دعا فرمائی۔ پورے مجمع پر رقت طاری تھی اور آنسوؤں کی جھڑی میں آمین کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں، ایسا رقت آمیز منظر چشم فلک نے پہلے کم دیکھا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کی عزت وحرمت کے صدقے شہزادۂ رسول کی دعا اور پیشین گوئی کو شرف قبولیت بخشا۔ چند گھنٹے بعد ہی یعنی رات کے دس بجے مرزا پر لاہور میں اسی مکان میں ہیضہ کا شدید حملہ ہوا۔ مسلسل بارہ گھنٹے دونوں طرف سے بدبودار مادہ خارج ہوتا رہا، صبح دس بجے تک جب کوئی آواز نہیں آئی تو دروازہ کھول کر دیکھا گیا، مرزا گندگی میں لت پت مرا پڑا تھا، چوں کہ چاروں طرف مسلمانوں کا محاصرہ تھا لہٰذا کوڑے کی گاڑی میں خفیہ طور پر ڈال کر ریلوے اسٹیشن لایا گیا اور وہاں سے بذریعہ مال گاڑی قادیان منتقل کر کے کفن دفن کیا گیا، اتنے میں پورے برصغیر میں جھوٹے نبی کے عبرتناک انجام اور سچے نبی کے سچے فرزند حضرت امیر ملت کی زبردست کرامت کا شہرہ پھیل چکا تھا۔

❁❁❁

تحریک تحفظ ختم نبوت کا دوسرا دور

[۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان سے ۱۹۵۳ء لاہور میں مارشل لا کے تشدد تک]

قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں کا یہ دور قیام پاکستان ۱۹۴۷ء سے شروع ہوتا ہے، پاکستان بنا تو حکومت میں بہت سے قادیانی گھس آئے، علما نے اس کی زور دار مخالفت کی اور گرفتاری دی، عوام سڑکوں پر نکل آئے، حکومت نے تشدد شروع کر دیا، لاہور میں صرف ایک دن میں ۱۰ ہزار لوگوں کی جان گئی، اسی دور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی، جس میں ہر فرقے کے لوگ شامل تھے، اس دور میں خواجہ قمرالدین سیالوی، مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری، مولانا عبدالستار نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید محمود احمد رضوی، مولانا عبدالماجد بدایونی نے بنیادی کردار ادا کیا۔

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کی خدمات

آپ ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء سیال ضلع سرگودھا پنجاب میں پیدا ہوئے، آپ مشہور اور با اثر پیر طریقت گزرے ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے صدر چنے گئے، آپ کی قیادت میں جمعیۃ نے قومی اسمبلی میں سات اور پنجاب و سندھ میں چار چار سیٹیں حاصل کیں۔

لاہور کنونشن کے مطالبات: ۱۹۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے علما کا ایک کنونشن برکت علی اسلامیہ ہال میں ہوا جس میں آپ کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا، آپ نے اس کنونشن میں فرمایا کہ قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہوگا، آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ لوں گا اور چند دنوں میں "ربوہ" کو صفحہ ہستی سے ناپید کر دوں گا۔[1]

سرکاری مسودۂ قانون میں مسلمان کی تعریف نہیں کی گئی تھی اور چودھری سر ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان کے ہذیانات بھی دن بدن بڑھ رہے تھے، جس کے جائزہ کے لیے برکت علی اسلامیہ ہال میں دسمبر ۱۹۵۲ء میں ایک کنونشن بلایا گیا، جس میں حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی نے خصوصی طور پر شرکت فرما کر حاضرین کے حوصلوں اور امنگوں میں اضافہ

[1] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، ختم نبوت نمبر ۵۹ بحوالہ تعارف علمائے اہل سنت ص ۲۷۰

فرمایا، کنوینشن نے مطالبہ کیا کہ:

[۱] سر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ پاکستان سے ہٹایا جائے۔

[۲] اور مسلمان ہونے کے لیے شرط ہے کہ وہ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کرے، جو لوگ ایسا نہ کریں یا حضور کی کسی تعلیم میں مسلمانوں کی کثرت رائے کی پابندی قبول نہ کریں انھیں ائین پاکستان کے تحت غیر مسلم اقلیت قرار دینا چاہیے۔

[۳] اور اسے اسلامی حکومت بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہر محکمہ کے کلیدی عہدوں پر وہی افراد رکھے جائیں جو خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کریں۔

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کی خدمات: (متوفی: ۱۳۸۰ھ، ۱۹۶۱ء)

ابن امام المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ خلیفہ اعلیٰ حضرت جو تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے، آپ نے پاک و ہند کے گوشے گوشے میں تبلیغ فرمائی اور قادیانیت کے استیصال میں کلیدی کردار ادا کیا، آپ مسجد وزیر خاں لاہور کے خطیب اور انجمن حزب الاحناف لاہور کے امیر تھے، ۲۸، ۲۷، ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء کو علامہ سید احمد کاظمی کی تحریک پر انوارالعلوم ملتان میں ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں پاکستان بھر کے علما و مشائخ شریک ہوئے، اسی میں اہل سنت کی سیاسی جماعت کی تشکیل ہوئی اور بعد تشکیل حضرت علامہ ابوالحسنات صدر ہوئے، آپ نے جمعیت کے پلیٹ فارم سے نمایاں کارنامے انجام دیے، برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں منعقدہ کنونشن دسمبر ۱۹۵۲ء میں منظور شدہ مطالبات کو منوانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور تحریک تحفظ ختم نبوت کو منظور کرانے کے لیے پاکستان کے تمام سنی علما اور دیوبندی، غیر مقلد، جماعت اسلامی اور شیعہ سب نے سن کر ۱۹۵۳ء میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بنائی، علامہ ابوالحسنات قادری اس کے صدر منتخب ہوے، متفقہ طور پر وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین مسلم لیگ کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے منصب سے برطرف کیا جائے، اور مرزائیوں کو قانونی طور سے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، لیکن حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی، آخر طے پایا کہ ایک وفد کراچی جاکر وزیر اعظم سے ملے اور مطالبات پیش کرے۔

خواجہ صاحب نے معذوری کا اظہار کیا اور قائدین وفد کو گرفتار کر لیا، یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ [1]

۱۹۵۳ء کی یہ کہانی سید مظفر علی شمسی اپنے لفظوں میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

" میں اس وقت مجلس عمل کا سکریٹری تھا، ہر جلسے میں مجھے موصوف کے قریب رہنے کا موقع ملا، میں ان سے بہت متاثر تھا، انھیں ہر اسٹیج پر باعمل پایا، خواجہ ناظم الدین مرحوم وزیر اعظم سے ہر ملاقات میں مولانا کے ہمراہ رہا، جس شان سے موصوف نے قوم کے مطالبات پیش کیے انھیں کا حصہ تھا، ہر ملاقات کے بعد خواجہ صاحب اکثر حضرت مولانا کے پیچھے نماز پڑھتے، ان کی شخصیت اور ان کے علم وفضل کا اقرار کرتے، مولانا ہر ملاقات میں ان سے ایک ہی خواہش کا اظہار کرتے کہ شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کے مطالبات تسلیم کریں، اس سلسلے میں مولانا نے پورے ملک کا دورہ کیا، اور ختم نبوت کے سلسلے میں لاکھوں مسلمانوں سے خطاب کیا، میں حیران تھا کہ ایک گوشہ نشیں عالم کس طرح اس مسئلے کے لیے بے قرار ہے، میں اکثر موصوف کو مسلمانوں کے لیے رورو کر دعا کرتے دیکھا ہے۔

علما کی گرفتاری: مطالبات منظور نہ ہونے پر ڈائریکٹ ایکشن کا جب اعلان ہوا، تو اسی شب حضرت مولانا کی قیادت میں ان کے رفقا کو گرفتار کر لیا گیا، جس کے بعد یہ تحریک ملک گیر پیمانے پر زور پکڑ گئی اور آپ کو ایک روز اچانک یہ اطلاع ملی کی مولانا خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور کو مارشل لا حکومت نے پھانسی کی سزا دے دی ہے، اپنے اکلوتے فرزند کے بارے میں یہ روح فرسا خبر سن کر سجدے میں گر گئے اور عرض کیا کہ الٰہی! میرے بچے کی قربانی منظور فرما۔ [2]

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت، پاکستان، ص: ۵۲۵-۵۲۶

[2] روزنامہ مشرق لاہور ۵ر نومبر ر ۱۹۶۵ء ص ۳

ڈیڑھ ماہ تک کراچی سینٹرل جیل میں رکھنے کے بعد آپ کو سکھر سنیٹرل جیل میں نظر بند کر دیا گیا، جس میں آپ کے علاوہ مولانا عبد الماجد بدایونی "صاحبزادہ فیض الحسن" سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اور سید مظفر علی شمسی بھی تھے۔

مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی نے مسجد وزیر خاں کو مرکز بنا کر اپنی شعلہ بار تقریر وں سے تحریک کو آگے بڑھایا، انھیں بھی گرفتار کر لیا گیا، اور ان کے خلاف پھانسی کا فیصلہ صادر کر دیا گیا۔

قریب تھا کہ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہو جاتی لیکن بعض آسائش پسند لیڈر حکومت سے معافی مانگ کر رہا ہو گئے، بعد ازاں مولانا ابو الحسنات اور مولانا عبد الستار خان نیازی کو بھی رہا کر دیا گیا، اس طرح یہ تحریک وقتی طور پر رک گئی، ۱۹۷۴ء میں دوبارہ یہ تحریک چلی تو کامیابی سے ہمکنار ہو گئی اور ۷ ستمبر کو مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ (1)

ایوبی دور مارشل لا میں بین الاقوامی سیمینار منعقد کیا اور اس میں ظفر اللہ خان قادیانی کو صدارت سے الگ کرنے کے لیے تحریک اٹھائی اور الگ کروایا، مارشل لا حکومت کے خلاف تقریریں کر کے عوام کے دلوں سے خوف دور کیا، بغاوت کے جرم میں آپ پر ۱۴ مقدمات قائم کیے گئے مگر سب سے بری ہو گئے۔ (2)

علامہ عبد الستار نیازی کی خدمات

آپ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء میں میانوالی پنجاب میں پیدا ہوئے، تحریک پاکستان، تحریک نظام مصطفی، تحریک تحفظ ختم نبوت اور دیگر تحریکوں میں مسلم لیگ، جمعیۃ علماے پاکستان، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اور ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارموں سے زبردست سرگرم حصہ لیا، اور نمایاں سیاسی و مذہبی کردار ادا کیا، جمعیت علماے پاکستان (نیازی گروپ) کی قیادت کر رہے ہیں، پنجاب سے ممبر اسمبلی اور وفاقی وزیر بھی رہ چکے ہیں۔

۱۹۵۱ء میں علامہ نیازی دوسری بار صوبائی اسمبلی کے عمومی انتخاب میں میانوالی سے ہی ایم

---

[1] اکابر تحریک پاکستان ص ۱۳۹

[2] الہام، مجاہد ملت ایڈیشن، ص ۸۲

ایل اے منتخب ہوئے اور اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھ کر اسمبلی میں پردہ بل پیش کیا، اس بل میں علامہ نیازی نے قومیت کی اساس عقیدۂ ختم نبوت پر رکھی تھی اور غیر مسلموں کے لیے ذیلی ایوان تجویز کیا تھا، گویا آپ کا مسودۂ آئین بی پی سی رپورٹ پر زبردست تنقید تھی، اور یہی تنقید بالآخر تحریک تحفظ ختم نبوت کی اساس بنی۔

مجلس عمل کے مطالبات:

۲۰/۲۱، جنوری ۱۹۵۳ء کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا تو اس کے تیرہ نمائندوں میں آپ کا نام بھی تھا، اس میں وہ مطالبات پھر دوہرائے گئے، جو لاہور کنونشن میں کیے گئے تھے:

(۱) وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کو برخاست کیا جائے۔

(۲) قادیانیوں کو کافر اقلیت قرار دیا جائے۔

(۳) قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

لاہور میں علما کی گرفتاری کے بعد عوامی قیادت:

جب مجلس عمل کے دیگر قائدین گرفتار کر لیے گئے، اور تحریک کسی رہنما سے محروم ہو گئی تو مولانا نیازی میدان عمل میں کود پڑے اور ڈوبتی ہوئی تحریک کو سنبھال لیا، ۳/ مارچ ۱۹۵۳ء کو آپ نے اپنا مرکزی دفتر مسجد وزیر خان میں قائم کیا اور زبردست تقریر کی، دوسرے روز صبح کو آپ نے سو سو کی تین جماعتیں مسجد وزیر خاں میں ترتیب دیں، مظاہرے اور گرفتاری کے لیے لوگ گورنر ہاؤس اور وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ کی کوٹھی پر امڈ پڑے، ہجوم نے بے قابو ہو کر غصے میں ڈی ایس پی فردوس علی شاہ کو خنجر گھونپ کر موت کے گھاٹ اتار دیا، وزیر اعلیٰ نے اس قتل کیس میں مولانا نیازی کو بھی گرفتار کرنے کا حکم دیا، ۵/ مارچ کو مارشل لا لاگو کر دیا گیا، اور پولیس نیازی صاحب کی تلاش میں لگ گئی۔

اس واقعے کے بعد پولیس نے مجاہدین پر بے تحاشا تشدد کیا اور بہت فائرنگ کی، قادیانی بھی فوج اور پولیس کی وردی میں باہر سے آکر فائرنگ میں شریک ہوئے، مسلمانوں نے بے پناہ جانی قربانیاں پیش کیں، مولانا نیازی قصور سے گرفتار کر کے لاہور لائے گئے اور بیان لینے کے

بعد ۱۶/ اپریل ۱۹۵۳ء کو جیل میں ڈال دیے گئے، قتل کیس سے تو آپ بری کر دیے گئے لیکن بغاوت کیس میں ۷/ مئی کو ۱۹۵۳ء کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا، مولانا نے کہا: یہی کچھ سزا لائے ہو اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں تو میں ان سب کو محمد مصطفی ﷺ کی ذات پر قربان کر دیتا، آپ نے افسر سے کہا میں آپ کی خاطر اس پر دستخط کیے دیتا ہوں اور بڑے اطمینان سے دستخط کر دیے۔

مولانا نیازی سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھری میں رہے، ۱۴ مئی کو سزائے موت عمر قید میں تبدیل ہوگئی پھر مئی ۱۹۵۵ء میں رہا کر دیے گئے۔ (1)

لاہور میں خون کی ہولی:

ملک پاکستان کو بنے ابھی پانچ سال چھ ماہ اور بیس دن ہوئے تھے کہ لیگی حکومت نے لاہور میں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے مقدس خون سے وہ ہولی کھیلی کہ پاکستان کے بانیوں کی روحیں برزخ میں چیخ اٹھیں اور لوگوں نے سر کی آنکھوں سے یہ ہولناک اور تڑپا دینے والے مناظر دیکھے اپنے خوابوں کا جنازہ بے گور و کفن نکلتے دیکھا۔

تاریخ پاکستان میں ۴/ مارچ ۱۹۵۳ء کا دن عشق و مستی کے سنگ میل کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اس روز کی تاریخ نے جہاں اقتدار کے نشے میں بدمست چنگیزی صفات حکمرانوں کو بے نقاب کیا وہاں یہ دن عشق نبوی ﷺ کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو پیش کرتا ہے، ۴/ مارچ ۱۹۵۳ء کے حوالہ سے مولانا اللہ وسایا رقم طراز ہیں:

> "آج پورا دن جلوس نکلتے رہے اور پولس ان پر گولیوں کی بوچھار کرتی رہی وہ خاک و خون میں تڑپ کر بھی محمد عربی ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ کر گئے اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک راستہ متعیّن کر گئے کہ اگر قانون آپ ﷺ کی عزت و ناموس سے گریزاں ہو تو مسلمان اپنے خون جگر سے یہ فریضہ ادا کر کے دکھاتے ہیں۔" (2)

---

[1] ہفت روزہ الہام، مجاہد ملت ایڈیشن ص ۲۵۔۴۶ بحوالہ تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان ز صفحہ ۱۵۶ تا ۱۶۴

[2] تحریک نبوت ۱۹۵۳ء، ص: ۳۶۹۔۳۶۸

بھاٹی دروازہ کے قریب ایک جلوس گزر رہا تھا، انتظامیہ نے اسے کرفیو کی خلاف ورزی قرار دے کر بھون ڈالا، نولکھا بازار میں بھی ایک جلوس پر گولیوں کی بوچھار کی گئی، سرکلر روڈ بیرون دہلی دروازہ کے ایک جلوس پر گولیاں چلائی گئیں، چودھری محمد حسین ایس پی نے میکلوڈ روڈ کے ایک جلوس پر اندھا دھند فائرنگ کر کے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا، نسبت روڈ پر انسپکٹر آغا سلطان احمد نے فائرنگ کی اور کئی لوگوں کے جلوس پر گولیاں چلائیں، اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولس موچی دروازہ نے ایک اور جلوس پر گولیاں چلا کر شرکا کے قلب و جگر کو چھید ڈالا، غرض کہ پورا شہر سراپا احتجاج تھا، کرفیو نافذ ہونے کے باوجود اس کا نام و نشان نہ تھا، پولس باولے کتّے کی طرح شرکاے جلوس مظاہرین پر اندھا دھند فائرنگ کر رہی تھی، چشم فلک نے لاہور میں حق و باطل کا یہ معرکہ دیکھا کہ حق والے کس طرح اپنے سینوں پر گولیاں کھا کر جام شہادت نوش کر رہے تھے، رات بھر دور دور تک ہیبت و ہولناک شور اور اندھا دھند فائرنگ کی آوازیں آتی رہیں، تحریک کے کارکنوں میں غیر مرئی جذبہ اس طرح موجزن تھا کہ وہ ختم نبوت کے تحفظ کی جنگ گویا رحمت عالم ﷺ کی براہ راست نظر کرم سے لڑ رہے تھے، مسلمان اپنی جانوں پر کھیل کر ثابت کر رہے تھے کہ رحمت عالم ﷺ کی ناموس کا رشتہ اتنا مقدس رشتہ ہے کہ اس میں مال و عزت اور آبرو تو در کنار جان بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

محتاط اندازے کے مطابق دس ہزار مسلمانوں کو قتل کیا گیا اور ان کی نعشیں ٹھکانے لگائی جاتی رہیں، بعض ذمہ دار سیاسی لیڈروں نے اس کی تصدیق کی، ملک فیروز خان نے پبلک طور پر بیان دے کر اس بات کی تصدیق و تائید کی۔[1]

❀❀❀

[1] تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ص: ۴۲۷، ۴۳ بحوالہ تحفظ ناموس رسالت، ص: ۱۰۷ تا ۱۰۴

علامہ شاہ احمد نورانی کی خدمات

آپ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۶ء میں شہر میرٹھ بھارت میں پیدا ہوئے، آپ خلیفہ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم میرٹھی کے فرزند ہیں، غیر معمولی سیاسی و مذہبی سوجھ بوجھ کے مالک ہیں، ورلڈ اسلامک مشن اور جمعیت علماے پاکستان کے سربراہ ہیں، قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے پارلیمانی لیڈر رہ چکے ہیں، تبلیغ اسلام، اسلام کے خلاف حملوں کا جواب اور مسلمانوں کی سیاسی بالادستی کے لیے ہمیشہ مصروف رہتے ہیں، قادیانیت کو بیخ و بن سے اکھاڑ نے کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے۔

انگریزی میں مرزائیت کے رد میں ایک ضخیم کتاب بھی تحریر فرمائی، سیاست، رد قادیانیت اور تبلیغ اوڑھنا بچھونا ہے، اندرون پاکستان اور پوری دنیا میں قادیانیت کا آغاز کار ہی سے مقابلہ کر رہے ہیں، ہزاروں غیر ملکی دورے کر چکے ہیں۔

۱۹۶۵ء میں سرینام جنوبی امریکہ میں سات ماہ قیام کر کے فتنۂ مرزائیت کو کچلا اور ایک مناظرے میں مرزائیوں کو ایسی شکست فاش دی کہ اب مرزائی کسی سنی عالم کے مقابلے میں آنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ کراچی میں مولانا عبدالماجد بدایونی (متوفی ۱۹۷۰ء) اور دیگر علما کے ساتھ شریک رہے، آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا تو علامہ نورانی پیش پیش تھے، گرفتاری کے لیے رضاکاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے پہلے اجلاس کے بعد آئندہ اجلاس کے انتظامات کے لیے گیارہ ممبروں پر مشتمل جو بورڈ بنایا گیا آپ اس کے ممبر تھے۔

۱۹۴۹ء میں پاکستان آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا بیان قادیانیوں ہی کے بارے میں جاری کیا، آپ نے صدر پاکستان یحییٰ خاں کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمھارا قادیانی مشیر ایم، ایم احمد پاکستانی معیشت کو تباہ کر رہا ہے جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان

ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے، بالآخر وہی ہوا، جس کا خدشہ مولانا نورانی نے ظاہر کیا تھا، یعنی حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے مشرقی پاکستان "بنگلہ دیش" کے نام سے پاکستان سے الگ ہوگیا۔[1]

میدان سیاست میں: اگرچہ آپ ۱۹۴۹ء عیسوی میں کراچی میں مقیم ہوگئے تھے، لیکن زیادہ وقت بیرون ممالک کے تبلیغی دوروں کی وجہ سے پاکستان میں زیادہ متعارف نہیں ہوئے تھے، جب خواجہ قمرالدین سیالوی ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے تو علامہ نورانی نے علما کے اصرار پر سیاست میں حصہ لینا شروع کیا، اسی سال کے عام انتخابات میں جمعیت کی پارلیمانی پارٹی کا لیڈر منتخب کیا گیا۔

قادیانیت پر پہلی ضرب:

علامہ نورانی نے قومی اسمبلی میں اپنی موجودگی سے سیاسی سطح پر ملی مفادات کے لیے کام کا اچھا موقع سمجھا اور ۱۵ / اپریل / ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے اسلام اور ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز اسمبلی میں بلند کی، آپ نے فرمایا: "جو آئین ہمارے سامنے عمدہ فریم میں سجا کر پیش کر دیا گیا ہے، اس میں اسلام کو قطعاً کوئی تحفظ نہیں دیا گیا، میں اس دستور کو معزز ایوان کے لیے قابل قبول نہیں سمجھتا ہوں اور اس کی مخالفت کرتا ہوں، اس میں لکھا ہے کہ صدر پاکستان مسلمان ہوگا مگر مسلمان کی تعریف کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے، ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے، آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان نہیں ہے، اور جو لوگ حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ہم انھیں مسلمان نہیں سمجھتے، تو پھر کیسے چور دروازے سے آکر اسلام کے نام پر حکمراں بن سکتے ہیں، اور تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔[2]

اس پر وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی نے کہا: علما مسلمان کی کوئی متفقہ تعریف اگر ایوان میں پیش کریں تو ہم اسے منظور کرنے کے لیے تیار ہیں، جمعیت العلما پاکستان کے ڈپٹی پارلیمانی

---

[1] تعارف علماے اہل سنت ص ۳۸، ۳۷

[2] ایضاً ص ۴۲

لیڈر علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری نے فرمایا: میں اپنی جماعت کی طرف سے مسلمان کی متفقہ تعریف پیش کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔

اجلاس کے خاتمے پر رات کو علامہ نورانی کے کمرے میں مجاہد ملت عبدالستار خان نیازی مرکزی جنرل سکریٹری جمعیت علماے پاکستان، مولانا محمد علی رضوی ممبر قومی اسمبلی، مولانا غلام علی اوکاڑوی صدر جمعیت صوبہ پنجاب اور علامہ عبدالمصطفی ازہری ممبر اسمبلی سر جوڑ کر بیٹھے، علامہ ازہری نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی، اسے سب نے پسند کیا، مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحق ممبران قومی اسمبلی جمعیت علماے اسلام نے اس تعریف کو جامع قرار دیا۔[1]

چوں کہ علامہ نورانی اور علامہ ازہری تقریر کر چکے تھے اس لیے اتفاق رائے کے پیش نظر یہ تعریف ۱۷/ اپریل کو مولانا عبدالحق نے اسمبلی میں پیش کی۔

قومی اسمبلی میں قادیانیت پر علامہ نورانی کی یہ پہلی ضرب تھی جس نے بالآخر تحریک کی صورت اختیار کی اور قادیانی اپنے کیفر کردار کو پہونچے اور اس کے ذریعے مرزائیوں کا چور دروازہ بند ہوا۔

[1] ایضاً ۴۳

تحریک تحفظ ختم نبوت کا تیسرا دور

[۱۹۵۳ء میں حکومت کے تشدد کے بعد سے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیے جانے تک]

تحریک کے ہیرو علامہ شاہ احمد نورانی نے پارلیمنٹ میں ۱۹۷۲ء میں قادیانیت کے سر پر سیاست اور آئین کے ڈنڈے سے وار کرکے تحریک تحفظ ختم نبوت کے تیسرے دور کی سرگرمیاں تیز کردیں، دن بہ دن یہ تحریک مذہبی اور سیاسی پلیٹ فارموں سے قوت پاکر، پروان چڑھتی رہی، دھیرے دھیرے یہ تحریک سیاست دانوں، علما و مشائخ، وکلا، طلبہ اور عوام میں اس طرح پھیل گئی کہ ہر جگہ اس کی سرگرمیاں نظر آنے لگیں، ۱۹۷۳ء میں یہ تحریک شباب پر پہونچ گئی، ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ میں علامہ شاہ احمد نورانی کی تیار کردہ قرار داد کے منظور ہونے کے بعد آئینی طور سے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت مان لیے جانے پر منتج ہوئی، اس کا اولین کریڈٹ علامہ نورانی کو جاتا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۱۹۷۴ء میں اس عظیم کامیابی پر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں اپنے اعزاز میں دی گئی ایک استقبالیہ مجلس میں آپ نے فرمایا:

> "اللہ کا شکر ہے، ہم نے اپنے منشور کے ایک حصے یعنی "مقام مصطفی کا تحفظ" کو سیاسی طور پر منوالیا اور دوسرے حصے کے لیے تحریک جاری ہے، اور جب تک اس ملک میں نظام مصطفی نافذ نہیں ہوجاتا یہ تحریک جاری رہے گی"۔[1]

واقعہ ربوہ:

۲۲ر مئی ۱۹۷۴ء کو چند مسلم طلبہ بذریعہ ٹرین ربوہ ریلوے اسٹیشن سے گزرے، ان کے ساتھ چند مرزائی نوجوان تکرار کرنے لگے اور بات نعرہ بازی تک پہونچ گئی، جب یہ ٹرین واپسی میں پھر ربوہ اسٹیشن پر رکی تو مسلح مرزائی نوجوانوں نے مسلم طلبہ پر حملہ کردیا، اور ان کو مار مار کر ٹانگیں اور بازو توڑ ڈالے، یہ خبر پورے پاکستان میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ملک بھر سے لاکھوں مسلمان سڑکوں پر نکل آئے، علما و مشائخ کی قیادت میں اب کی بار مرزائیت کے

[1] تعارف علماے اہل سنت ص ۴۳،۴۷

تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کا عہد کرلیا، اور قربانیوں کا نیا باب لکھا جانے لگا، قوم کی آواز پر مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی ایک بار پھر ببر شیر کی طرح گرجتے ہوئے میدان میں اترے، قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی اس وقت اندرونی و بیرونی، دینی اور سیاسی حلقوں میں اپنی بصیرت کا لوہا منوا چکے تھے، آپ نے آگے بڑھ کر تحفظ مقام مصطفی کا نعرہ بلند کیا، جس کی پورے ملک میں پذیرائی ہوئی، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفی ازہری، علامہ پیر کرم شاہ ازہری بھیروی، علامہ سید عبدالقادر جیلانی، علامہ مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا محمود احمد رضوی، علامہ الٰہی بخش رضوی، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، ، علامہ شاہ عارف اللہ قادری، حضرت پیر محمود شاہ محدث ہزاروی اور دیگر ہزاروں علماو مشائخ کی شبانہ روز جدّ جہد کے نتیجے میں حکومت نے عوام کے مطالبے کے سامنے سر تسلیم خم کردیا، اور مقدمۂ قادیانیت کے قومی اسمبلی میں پیش ہونے کی نوبت آئی۔ [1]

مشائخ کانفرنس:

شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کی دعوت پر ۱۳؍ جولائی ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں ایک عظیم الشان مشائخ کانفرنس خاص اسی موضوع پر بلائی گئی تھی، جس میں پاکستان کے طول و عرض سے کئی سو اکابر علماو مشائخ شریک ہوئے تھے، اور متفقہ طور پر اس میں یہ قرارداد پاس ہوئی تھی:

> ”کل پاکستان مشائخ کانفرنس کا یہ اجلاس عوام و خواص اور ارباب حکومت پر واضح کردینا اپنا دینی و ملی فریضہ سمجھتا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے“۔ [2]

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل جدید:

اس تحریک کو بامقصد بنانے کے لیے دوبارہ ”مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت“ کی تشکیل ہوئی، جس کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید محمود احمد رضوی خلف الرشید حضرت مولانا سید

---

[1] ختم نبوت ص ۲۴

[2] ردبدعات و منکرات ۲۸۷، ۲۸۸، مولانا یٰسین اختر مصباحی

ابوالبرکات علیہ الرحمہ خلیفہ حضرت فاضل بریلوی منتخب ہوئے، اور علامہ عبدالستار خان نیازی اس کے نائب صدر منتخب ہوئے، مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں اہل سنت و جماعت کے علاوہ دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ بھی شریک تھے، سیاسی جماعتوں میں جمعیۃ علمائے پاکستان، جمعیت علمائے اسلام (مفتی محمود گروپ)، جماعت اسلامی، مسلم لیگ، خاکسار، نیشنل عوامی پارٹی وغیرہ نے متحد ہو کر اس کا ساتھ دیا، جب کہ مذہبی دیوبندی علما میں مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی احتشام الحق تھانوی اس سے الگ رہے۔

مرکزی مجلس عمل نے مطالبہ کیا کہ (۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے (۲) قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے (۳) ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔[1]

علامہ عبدالستار نیازی نے مجلس عمل کے نائب صدر کی حیثیت سے ملک گیر دورے فرما کر قادیانی مکر و فریب کے جال کو تار تار کیا اور مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کی، اس سلسلے میں آپ کو جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، اخبارات کی فائلیں ان کی شاہد ہیں، آپ نے اپنی بیماری، بڑھاپے اور حکومت کی ستم رانیوں کی پرواہ نہ کی، یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں مجلس عمل کے زیر اہتمام تاریخی جلسے سے خطاب کیا، اور بالآخر آپ کی کوششیں رنگ لائیں اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔[2]

مسئلہ قادیانیت قومی اسمبلی میں، مولانا نورانی کا خصوصی کردار

۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مسئلہ علامہ شاہ احمد نورانی اور ان کے رفقا کی کوششوں سے اور ہزاروں شہدائے تحریک تحفظ ختم نبوت کی جانی قربانیوں کے بعد قومی اسمبلی میں پیش ہوا، یہ قرار داد علامہ نورانی کی قیادت میں تیار ہوئی، اور سیاسی فضا ہموار ہونے کے بعد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قانون میں تبدیل ہو گئی۔

اس قرار داد کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی خاتمیت پر جو یقین نہیں رکھتا اور ان

---

[1] ایضاً ۲۸۶

[2] اکابر تحریک پاکستان ص ۱۳۸

کے بعد کسی دوسرے کو نبی تصور کرتا ہے اس کی حیثیت کا تعین کیا جائے، دوسری قرارداد صدر جمعیت علمائے پاکستان وممبر اسمبلی مولانا شاہ احمد نورانی (فرزند مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی خلیفہ حضرت فاضل بریلوی) نے پیش کی جس پر حزب اختلاف کے بائیس ممبروں کے دستخط تھے، بعد میں جن کی تعداد ۳۷ ہوگئی، جس میں ہر مکتب فکر کے نمائندے شریک تھے۔

اسمبلی کی اس کارروائی کے بعد ایک خصوصی کمیٹی بنی جس کے ممبران میں مولانا شاہ احمد نورانی، مفتی محمود اور پروفیسر سید غفور احمد وغیرہم تھے، حکومت کی طرف سے کوثر نیازی اور عبدالحفیظ پیرزادہ نمائندہ تھے۔

کارروائی کے دوران مرزا ناصر الدین احمد سربراہ قادیانی ربوہ گروپ وصدرالدین سربراہ لاہوری گروپ کی درخواست آئی کہ انھیں بھی صفائی کا موقعہ دیا جائے، چنانچہ اجازت ملنے کے بعد انہوں نے اپنا محضر نامہ پڑھا، کمیٹی کے ممبران نے اس کے بعد سوال نامہ مرتب کیا جو ۷۵ سوالات پر مشتمل تھا، اور جسے صرف علامہ عبدالمصطفی ازہری (خلف اکبر حضور صدرالشریعہ خلیفہ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ) حضرت مولانا سید محمد علی رضوی اور حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب نے مرتب کیا تھا۔

اس دور میں تحریک کے ہیرو علامہ شاہ احمد نورانی نے جن کی وجہ سے غیر مسلم قرار دیے جانے کی قرارداد اسمبلی میں پاس ہوئی، اس کہانی کی مزید جزئیات وتفصیلات اور اپنی اور اپنے احباب کی بے مثال سیاسی جدوجہد کا تذکرہ ایک مطبوعہ انٹرویو میں خود کیا ہے، یہ انٹرویو ادیب جاودانی نے لیا تھا، ہم ان کے شکریہ کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔

غیر مسلم قرار دیے جانے کی کہانی مولانا نورانی کی زبانی:

سوال: کیا جنرل ضیاء الحق نے قادیانیوں کے سلسلہ میں آرڈیننس نافذ کر کے اسلام کی خدمت نہیں کی؟

جواب: بھٹو کے زمانے میں اس سلسلہ میں جو کام ہوا میں بذات خود اس کا گواہ ہوں، یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے میں بھٹو کی عظمت کا اعتراف میں انتہائی برملا طور پر کرتا ہوں، بھٹو کے

زمانے میں اس سلسلہ میں قومی آسمبلی میں قرار داد پیش کی گئی تھی، میں نے ہی پیش کی تھی، اس پر سب سے زیادہ کام میں نے کیا تھا، میں نے قرار داد کا مسودہ لکھا، اس کی حمایت میں اراکین آسمبلی کو قائل کیا، دوستوں سے اس کے مسودے پر دستخط کروائے، مولانا مفتی محمود صاحب سے اس سلسلہ میں دستخط کروائے، خان عبدالولی خان سے دستخط کروائے، اور اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے، خان عبدالولی خان نے نہایت اطمینان سے بغیر کسی ردوقدح کے اس قرار داد کے مسودے پر دستخط کیے، ہمارے ملک میں خان عبدالولی خان کے متعلق لوگ بڑی غلط فہمیاں رکھتے ہیں، وہ قومی آسمبلی میں قائد حزب اختلاف تھے، میں نے پانچ سات سال تک ان کو بہت قریب سے دیکھا ہے، ان کے ساتھ کام کیا ہے، میں نے ان کو کبھی اسلام کے خلاف قابل گرفت بات کرتے ہوئے نہیں سنا، وہ ملک کی بقااور سلامتی اور اس ملک کے عوام کی بہتری کے لیے جدوجہد کی انتہائی سمجھ داری اور خلوص کے ساتھ قیادت کرتے رہے۔

جب میں نے قرار داد کا مسودہ تیار کر لیا تو میں نے انھیں کہا خان صاحب! آج شام کو میں آرہا ہوں، قرارداد کا مسودہ میں نے تیار کر لیا ہے، آپ کے دستخط کروانے ہیں، ان کے کمرے میں گیا، انہوں نے پوچھا: مولانا! فرمایئے کیا حکم ہے، میں نے عرض کیا: یہ مسودہ ہے، بولے: کیا اس پر میرے دستخط چاہییے؟ میں نے کہا: آپ کے دستخط سب سے پہلے ہوں گے، وہ مسکرائے، میں نے کہا آپ مسودہ ایک نظر دیکھ لیں، بولے کوئی ضرورت نہیں اور بلا کسی تردد کے انہوں نے قرارداد کے مسودے پر دستخط کر دیئے، حالاں کہ مجھے یہ گمان ضرور تھا کہ وہ کہیں گے: دیکھو بھئی یہ تمھارا مذہبی مسئلہ ہے، مجھے اس میں مت گھسیٹو، یہ ہے اور وہ ہے، انھوں نے اس طرح کا ایک لفظ تک نہیں کہا، اس وقت غوث بخش بزنجو صاحب بھی ان کے پاس تھے، انھوں نے بھی کسی لیت ولعل کے بغیر دستخط کروائے۔

میں نے یہ قرار داد ۳۰ / جون کو قومی آسمبلی میں پیش کی تھی، بھٹو صاحب اس قرار داد کے پیش کرنے پر مجھ سے خفا تھے، ان کا موقف یہ تھا کہ میں نے ان کے لیے خواہ مخواہ ایک مسئلہ کھڑا کر دیا ہے، ایک مصیبت کھڑی کر دی ہے، میں صاحبزادہ فاروق علی خان کے چیمبر میں ان سے ملا تھا، وہ قومی آسمبلی کے اسپیکر تھے، میں قرار داد کا مسودہ پیش کرنے گیا تھا، وزیر اعظم بھٹو اور

حفیظ پیرزادہ بھی وہاں موجود تھے، بھٹو اس لیے بھی زیادہ پریشان تھے، کہ میں نے قرارداد کا مسودہ قومی اسمبلی میں پیش کرنے سے پہلے اس کی ایک ایک کاپی تمام اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کو بھجوادی تھی اور اخبارات نے اسے شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کردیا تھا۔

میری قرارداد کے جواب میں مرزا ناصر الدین نے ایک بیان دیا جس میں کہا گیا تھا کہ شاہ احمد نورانی کی قرارداد یک طرفہ ہے، انھوں نے ایک بیان میں مطالبہ کیا تھا کہ اگر مولانا شاہ احمد نورانی اس قرارداد کو قومی اسمبلی میں پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی اس بات کا حق دیا جائے کہ ہم بھی قومی اسمبلی میں اپنے موقف کی وضاحت کر سکیں، بھٹو مجھے یہ کہنے لگے: دیکھیے مولانا قومی اسمبلی کو قومی اسمبلی ہی رہنے دیجیے، کیا اب اسمبلی میں مجلس مناظرہ منعقد ہوگی، وغیرہ وغیرہ، وہ کہتے رہے۔

بھٹو کا موقف یہ تھا کہ آپ لوگ قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں، ہم نے اس سلسلے میں علماے کرام کے فتووں سے انکار تو نہیں کیا پھر بھی اس معاملے کو قومی اسمبلی میں لانے کی کیا ضرورت تھی، انھوں نے یہ کہا: یہ سب مذہبی جنون کی باتیں ہیں، میں نے کہا: بھٹو صاحب! یہ سب محض مسئلہ نہیں ہے، پاکستان کے اندر یہ مسئلہ بہت حد تک سیاسی بن چکا ہے، انھوں نے کہا: مرزا ناصر الدین نے جو بیان دیا ہے کہ یہ سب یک طرفہ ہے، میں نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ آپ مرزا ناصر الدین کو بلا لیجیے، وہ کہنے لگے: مرزا ناصر الدین کو اسمبلی میں کیسے بلایا جاسکتا ہے، میں نے انھیں کہا کہ مرزا ناصر الدین کو کمرے میں بلایا جاسکتا ہے اسے "پارلیمنٹ ان کمرہ" کہتے ہیں، کوئی بھی شخص اس میں نہیں آسکتا، ہم اراکین اسمبلی البتہ ہوں گے، مرزا صاحب آئیں اور اپنا بیان دے دیں، آپ ان کی سن لیجیے، اس کے بعد قومی اسمبلی جو مناسب سمجھے وہ کرے، اس سلسلے میں ہماری (حزب اختلاف کی) بھٹو سے تین میٹنگز ہوئیں، ایک میٹنگ رات دو بجے تک چلتی رہی تھی، اس میں سردار شیر باز مزاری، حاجی مولا بخش سومرو (الٰہی بخش سومرو کے باپ) مولانا مفتی محمود اور جسٹس افضل چیمہ بھی موجود تھے، بھٹو نے کہا کہ اس قرارداد کے منظور ہونے سے پاکستان پیپلز پارٹی کی بہت بدنامی ہوگی، لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کو ایک سیکولر پارٹی سمجھتے ہیں، میں نے انھیں کہا کہ اگر کچھ لوگ اس طرح کی

باتیں کرتے بھی ہیں تو آپ کو ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، کیوں کہ یہ بات پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے، بھٹو بڑی مشکل سے قائل ہوئے۔

بھٹو قائل ہوئے تو انھوں نے یہ قرارداد اسمبلی کے باہر اپنی پارٹی کے اراکین کے سامنے رکھی، جے اے رحیم اور شیخ رشید نے اس کی بہت مخالفت کی، مگر بھٹو صاحب نے کہا یہ اسلام کی بات ہے، مذہب کا معاملہ ہے پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی، جے اے رحیم نے قرارداد کی مخالفت میں بہت ہنگامہ کیا، وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ قرارداد اسمبلی میں منظور ہو مگر چونکہ خود بھٹو نے اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر کے آئین میں ترمیم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا، اس لیے میری پیش کی گئی یہ قرار داد قومی اسمبلی نے منظور کر دی، ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

قادیانیت کے سلسلے میں جو کام بھٹو نے کیا ہے موجودہ حکمراں قادیانیوں کے خلاف آرڈیننس کے نفاذ کے باوجود اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکے، بھٹو کو ایک کریڈٹ یہ بھی جاتا ہے کہ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین سے پہلے کسی آئین میں یہ نہیں لکھا تھا کہ اسلام اس ملک کا سرکاری مذہب ہے، یہ بات ۱۹۷۳ء کے آئین میں پہلی مرتبہ شامل کی گئی ہے، جب میں نے بھٹو کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی اور وہ اس کے قائل ہو گئے تو شیخ رشید اور جے اے رحیم نے اس کی شدید مخالفت کی، جب پیپلز پارٹی کے ان دونوں اکابرین کی مخالفت کے باوجود بھٹو نے آئین میں یہ الفاظ شامل کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہو گا تو شیخ رشید نے یہ کوشش شروع کر دی کہ آئین میں یہ بات بھی شامل ہو جائے کہ سوشلزم اس ملک کا معاشی نظام ہو گا، جے اے رحیم اور شیخ رشید کی مخالفت کے باوجود ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ بات شامل کی گئی کہ اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہو گا۔

میں نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا تھا کہ آئین میں "مسلم" اور "غیر مسلم" کو واضح کرنے کے لیے مسلمان کی تعریف اس میں شامل کی جائے، جے اے رحیم نے اسی معاملے میں بے پناہ مخالفت کی مگر یحیٰ بختیار نے میری تائید کی اور اس طرح ۱۹۷۳ء کے آئین میں مسلمانوں کی تعریف بھی شامل کر دی گئی، ۱۹۷۳ء کے آئین سے پہلے ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۵ء کے آئین دونوں میں

یہ باتیں شامل نہیں تھیں ان دونوں میں البتہ یہ بات شامل تھی کہ پاکستان اسلامی مملکت ہوگی، مگر اسلام کو اس مملکت کا سرکاری مذہب قرار نہیں دیا گیا تھا، اور نہ ہی مسلمان کی تعریف کی گئی تھی۔

اگر اسلام کے لیے بھٹو کی خدمات میں ان باتوں کو بھی پیش نظر رکھا جائے تو آپ خود اندازہ لگالیں، موجودہ حکمرانوں نے اس کے مقابلے میں کیا کیا ہے، موجودہ حکمرانوں نے صرف بھٹو کے بتائے ہوئے قانون پر عمل درآمد کرانے کی کوشش کی ہے اور اس میں بھی انھیں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی، قادیانی سر عام کلمہ طیبہ اپنے سینے پر آویزاں کیے پھرتے ہیں اور اب سنا ہے وہ اذانیں دینے کا بھی پروگرام بنا رہے ہیں، جنرل ضیاء الحق جس قدر اسلام کا نام لیتے ہیں، انھیں تو اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہیے، وہ ایسا کر سکتے تھے ایسا کرنے پر قادر ہیں مگر انھوں نے کیا کیا ہے؟[1]

[1] نورانی سیاست از ص ۷۰ تا ۷۳ جاوید احمد صدیقی

تحریک تحفظ ختم نبوت کا چوتھا دور

(پاکستان میں قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیے جانے کے بعد سے تا حال)

عصر حاضر کی دنیا میں عموماً ہم مسلمانوں اور خصوصاً ہم سنیوں کے پاس کوئی ایسا عالمی نظام ابلاغ و ترسیل ہے، نہ کوئی ایسی انٹرنیشنل تبلیغی تنظیم جو آئے دن اسلام دشمن طاقتوں مثلاً یہودیت، عیسائیت، ہندوتو، قادیانیت، اور وہابیت کی طرف سے کیے جانے والے حملوں اور چیلنجوں کا ہر وقت موثر جواب دے سکے، اس لیے ہم دن بدن غیر اہم ہو کر پس منظر میں جاتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

ہمارے یہاں مالی وسائل کی بھی بہت کمی ہے، ہمارے سر پر کسی حکومت کا ہاتھ بھی نہیں ہے، اس کے بر خلاف ہمارے دشمن یہودی، عیسائی، قادیانی اور وہابی حکومتوں کی مالی سرپرستی اور پشت پناہی میں پھل پھول رہے ہیں اور اطمینان سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ہمارے اندر عصر حاضر کے ہتھیاروں سے مسلح اور عصری صلاحیتوں سے مالامال ایسے علما کا بھی فقدان ہے، جو انٹرنیشنل زبانوں پر عبور رکھتے ہوں اور جن کے اندر دنیا کی قیادت کی بھرپور صلاحیت ہو، اسی لیے ہم پوری دنیا سے تقریباً کٹے ہوئے ہیں۔

غیر مسلم دنیا میں اسلام و سنیت کے تعارف اور باطل تحریکوں اور افراد کے اعتقادی فتنوں کے جواب کے لیے تین چیزوں کی بنیادی ضرورت ہے، (۱) زبان دانی (۲) مواد (۳) اور طریقہ کار۔

زبان دانی کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے مقابل کی زبان جانیں اور اس میں اس سے بات کر سکیں، مواد کا یہ مطلب ہے کہ ہمیں کیا پیش کرنا ہے؟ اور طریقہ کار کا یہ مطلب ہے کہ کس طرح پیش کرنا ہے؟

دو ایک موقعوں کے سوا ہم نے کبھی بھی اس جانب جماعتی سطح پر سنجیدگی سے پوری توجہ نہیں دی۔

چودہویں صدی ہجری کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اسی ضرورت

کا احساس کر کے اپنے خلیفہ، مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی مدنی کو عالمی پیمانے پر تبلیغ دین کے لیے بریلی شریف سے دستار لپیٹ کر دعائیہ کلمات کے ساتھ عالمی سفر پر روانہ فرمایا۔

آپ انٹرنیشنل زبانوں پر قدرت رکھتے تھے، عالمی تبلیغی صلاحیتوں سے مسلح اور اس کے طریقہ کار سے آگاہ تھے، جادو بیانی، والہانہ پن، سوز و تاثیر اور سنجیدگی ان کی خاص خوبیاں تھیں، آپ نے چالیس سال تک پوری دنیا میں مجاہدۂ تبلیغ فرمایا، اور ستر ہزار کے قریب لوگ آپ کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئے، آج بھی ان کے علمی و تبلیغی کارناموں کی یادگاریں، مساجد، مدارس، تبلیغی اداروں، کتب خانوں، ماہناموں کی شکل میں یورپ، افریقہ، امریکہ، اور ایشیا کے ملکوں میں موجود ہیں۔

۱۹۵۴ء میں آپ کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ شاہ احمد نورانی نے یہ کام انجام دیا، اور صحیح جانشینی کی، آپ کا تبلیغی کام ۱۹۷۳ء تک انفرادی رہا۔

یہ دونوں کوششیں انفرادی تھیں، ضرورت تھی کی کسی تنظیم اور کسی منصوبہ بند نظام کے تحت کام انجام دیا جائے۔

ورلڈ اسلامک مشن کا قیام:

چناں چہ اس مقصد کے لیے ۲۱ جنوری ۱۹۷۳ء کو دنیا کے مختلف گوشوں کے علمائے کرام مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے، اس اجتماع میں ''ورلڈ اسلامک مشن'' کے نام سے علامہ شاہ احمد نورانی کی تحریک پر ایک عالمی تبلیغی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔

۱۹۷۴ء میں انگلینڈ میں ایک کانفرنس میں آپ کو مشن کا صدر اور علامہ ارشد القادری کو سکریٹری جنرل منتخب کیا گیا، اور یہیں سے مشن کے پلیٹ فارم سے منظم طریقے سے عالمی تبلیغی کام شروع ہوا، اس کا مرکز بریڈ فورڈ لندن میں ہے، اس کے تحت پوری دنیا کے بیشتر ملکوں میں شاخوں کے ذریعے تبلیغی کام ہو رہا ہے۔

مشن کی خدمات:

مشن کے مقاصد میں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کو بھی ختم کرنا ہے، ۱۹۷۵ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام علامہ ارشد القادری، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور

شاہ فرید الحق کی رفاقت میں علامہ نورانی نے امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک کا تفصیلی دورہ کیا، اس دورہ میں پبلک اجتماعات کے علاوہ ریڈیو، اور ٹی وی سے ان ممالک کے عوام کو قادیانیوں کے مکروہ عزائم سے آگاہ کیا، نیز قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بارے میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ سے آگاہ کیا، جس کا ان ممالک میں خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا۔

۲۰؍ دسمبر ۱۹۷۵ء کو ورلڈ اسلامک مشن کی دعوت پر جمعیت علماے پاکستان کا وفد علامہ نورانی کی قیادت میں عالمی دورے پر روانہ ہوا، اس وفد نے قادیانیوں کے بے شمار مراکز بند کرائے۔[1]

علامہ نورانی اور مشن کے دیگر افراد نے قادیانیت کے خلاف کتابیں، رسالے، پمفلٹ لکھ کر اور اخباری بیانوں کے ذریعے بھی قادیانیت کا رد کیا، اس موضوع پر سربراہ مشن کی ضخیم انگریزی کتاب موجود ہے، مشن نے عربی اور انگریزی میں ایک ماہنامہ بھی جاری کیا، جواب صرف انگریزی میں شائع ہو رہا ہے، اور قادیانیت کے خلاف کام کر رہا ہے، مشن کے رکن مولانا جلال الدین نوری اس کے ایڈیٹر ہیں، مولانا نورانی نے قادیانیت کے موضوع پر عربی میں ایک کتاب بھی لکھی ہے، جو شائع ہو چکی ہے، اس میں قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیے جانے کی پوری تفصیل درج ہے، نیز قادیانیوں کے بعض عقائد اور ان کے خلاف عالم اسلام کے مفتیوں کے فتاویٰ اور مختلف عہد کی عدالتوں کے فیصلے بھی ہیں۔

مشن کے نائب صدر شاہ فرید الحق نے "قادیانیت پر ضرب آخر" کے نام سے انگریزی میں ایک تحریر لکھی، جس میں انہوں نے دنیا بھر کے علما و مشائخ، اسلامی مراکز اور اداروں سے اپیل کی کہ قادیونیوں کے کافر ہونے کا خوب پرچار کیا جائے، ان سے شادی بیاہ نہ کیا جایے، ان کے مردوں کو مسلم قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دیا جائے، ان کی سرگرمیوں کو ان کے مراکز تک محدود کر دیا جائے تاکہ وہ عام مسلمانوں کو بہکا نہ سکیں، اور مسلم حکومتیں ان کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں اور حکومت میں ان کو کوئی عہدہ نہ دیں۔[2]

---

[1] تعارف علماے اہل سنت ص ۳۶؍۱۶۶

[2] القادیانیۃ اقلیۃ غیر مسلمۃ ص ۲۳ جلال الدین نوری

مشن نے عالم اسلام کے مسلمانوں کے نام ایک اپیل میں کہا:

فتنۂ قادیانیت کے متعلق ورلڈ اسلامک مشن کا پیغام مسلمانان عالم کے نام:

ہم دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے دشمن کو پہچانیں جو خاموشی کے ساتھ ان کی صفوں میں اپنا کام کررہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو قادیانیوں اور احمدیوں کی گمراہ کن تعلیمات گمراہ کردیں، جو اسلام کے نام پر دھوکہ دے رہے ہیں۔

قادیانی دین پاکستان کی قومی اسمبلی کی تاریخی قرارداد کی وجہ سے اگرچہ پاکستان میں اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکا اور اس کی سرگرمیاں پاکستان میں ٹھپ ہیں اور پوری دنیا میں ان کا دین ایک سیاہ مستقبل کا منتظر ہے، پھر بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اے مسلمانو! اپنے نبی کریم ﷺ کی یاد اپنے دلوں میں تازہ رکھو اور ان کا احترام و تعظیم بجالاتے رہو اور ان کی ہدایت اور حمایت و شفاعت کے طلب گار بنے رہو۔

اور اپنے دلوں میں محبت رسول علیہ السلام کے جذبہ کو پروان چڑھانے اور حقیقی رہبری کے لیے پاکستان اور بیرون ملک کے علمائے اہل سنت سے رابطہ رکھو، ان کے لٹریچر پڑھو، اور "ورلڈ اسلامک مشن" سے اپنے تعلقات مضبوط کرو۔[1]

برطانیہ میں عالمی قادیانی مرکز:

قادیانیت پاکستان میں پسپا ہونے اور پاکستانی مرکز "ربوہ" ضلع چینوٹ کی خصوصی حیثیت ختم ہونے کے بعد پاکستان سے فرار ہوکر اپنے آقا انگریزوں کی گود میں پناہ گزیں ہوگئی ہے، انگریزوں نے برطانیہ میں "سرے" کے مقام پر ایک وسیع علاقہ دے کر "اسلام آباد" کے نام سے قادیانی مرکز بنوادیا، جہاں سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری دنیا اور خاص طور سے مغربی ممالک میں قادیانیت اپنے سرپرست یہود و نصاریٰ کی پشت پناہی میں اپنا جال بچھا رہی ہے۔

قادیانیت یورپ و امریکہ میں:

مفتی عبدالواجد قادری القرآن ادارہ اسلامیات نیدرلینڈ لکھتے ہیں:

اکثر قادیانیوں نے یورپ و امریکہ اور افریقہ کے ان ملکوں میں پناہ لے رکھی ہے،

[1] ایضاً ص ۵۳

جہاں ملکی تحفظ اور مالی تعاون اور قادیانیت کی نشر و اشاعت کا کھلے عام موقع مل سکے، جو مسلمان ترکی، مراکو، انڈونیشیا، سورینام، اور برصغیر ہند و پاک سے آکر یوروپ و امریکہ میں پہلے ہی سے آباد ہو چکے تھے، ان میں سے اکثر مغربی تہذیب کی آندھیوں میں کھو کر اپنے دین کے تقاضوں سے بے خبر ہو چکے تھے۔ آپسی انتشار اور برتری کی ہوس نے انھیں ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا، دریں اثنا قادیانیوں نے ان ملکوں میں آکر اپنی ہزاروں منظم جماعتیں بنام "احمدیہ جماعت" اور سیکڑوں قادیانی مشن قائم کر دیے، اور قادیانی بدمذہبیت کی جو بلا برصغیر پر منڈلا رہی تھی، وہ یورپ و امریکہ میں آکر برسنے لگی، اور صحیح اسلامی تعلیمات کا چہرہ مسخ ہونے لگا اور یہاں کئی نئی اسلامی پود جس کی نشو و نما غیر اسلامی معاشرے میں ہوئی تھی، تذبذب کا شکار ہونے لگی، اسلام اور قادیانیت کا فرق سمجھنے سے قاصر نظر آنے لگی، اس کے علاوہ یورپ و امریکہ اور افریقہ کے غیر مسلموں کو جنھیں مذاہب کے تقابل کا شوق ہے، قادیانی کتابچوں کے مطالعے نے اسلام سے بدظن کرنا شروع کر دیا، اور وہ مسلمانوں کو تنگ نظر، جھگڑالو، انتہا پسند اور نہ معلوم کیا کیا سمجھنے لگے ہیں۔[1]

قادیانیت ٹی وی پر:

علامہ قمر الزماں اعظمی مصباحی جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن لکھتے ہیں:

" ادھر قادیانیوں نے پاکستان سے مایوس ہو کر اپنے حقیقی آقاؤں کی آغوش میں پناہ لینے کے لیے یورپ کا رخ کیا، جرمنی، فرانس، بلجیم، انگلینڈ میں اپنے مراکز قائم کیے، اے ایم ٹی وی کے نام سے ایک پورا ٹی وی چینل قادیانیت کے فروغ کے لیے وقف کر دیا ہے، اس چینل سے ۲۴ گھنٹے قادیانیوں کی تبلیغ و تشہیر ہو رہی ہے، یہ صورت حال انتہائی خطرناک ہے، اب قادیانیت کا فتنہ مسلمانوں ہی کے دروازے پر دستک نہیں دے رہا ہے بلکہ ٹی وی کے ذریعے ان کے گھروں اور

---

[1] قادیانی دھرم تقدیم ص ۱۱

نشست گاہوں میں داخل ہوکر نئی نسل کے ایمان و عقیدے کو غارت کرنے پر تلا ہے۔[1]

قادیانیوں نے ہمیشہ وقت کے تقاضوں کو سمجھ کر پرنٹ میڈیا کا خوب استعمال کیا، اور بے شمار لٹریچر، شاندار کتابت و طباعت کے ساتھ مختلف ملکی زبانوں میں شائع کیا، اور اب آج کی جدید سائنسی دنیا میں جو الیکٹرانک میڈیا کی حکمرانی کا دور ہے اور اطلاعاتی ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی نے کمپیوٹر کے عالمی نظام ترسیل انٹرنیٹ کے ذریعے ہر آدمی کے گھر میں پوری دنیا پہونچادی ہے، قادیانی اس سے فائدہ اٹھانے سے بھی غافل نہ رہے، اور پیش قدمی کر کے اسلام کے نام پر اپنا ویب سائٹ مخصوص کرالیا۔

ہمارے دوسرے فکری حریف وہابیوں نے بھی یہ کام کرلیا، ان کا ویب سائٹ بھی انٹر نیٹ پر کام کر رہا ہے، اور وہابیت کی تبلیغ کے ساتھ اہل سنت وجماعت کو مکروہ شکل اور باطل فرقے کی صورت میں پیش کر رہا ہے، اور ہم ابھی تک غافل ہیں، میری اطلاع کے مطابق اہل سنت کا کوئی چینل ویب سائٹ نہیں، یہ ہمارے لیے خطرے کی گھنٹی ہے، اب سارے اختلاف بھلا کر اسی طرف توجہ دینا انتہائی ضروری ہے، اگر ہم نے اس کا بھرپور نوٹس نہیں لیا تو ہماری نئی نسل جو ختم نبوت کے عقیدے سے شعوری اور فکری طور پر نابلد ہے، قادیانیت کا شکار ہوجائے گی۔

اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ کم از کم یورپ و امریکہ میں مقیم علما و مشائخ اور اہل ثروت مسلمانوں کی ایک میٹنگ بلا کر مالیات کا مسئلہ حل کیا جائے، اور ورلڈ اسلامک مشن اپنی قیادت و رہنمائی میں یورپ و امریکہ کے ممالک کے تمام اسلامی تنظیموں اور مراکز سے رابطہ کر کے تعاون لے۔

۶/ اگست ۲۰۰۰ء کو ہالینڈ کی سرزمین پر ہونے والی دوسری ورلڈ اسلامک مشن کی دوسری عظیم الشان "ختم نبوت کانفرنس" میں یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے۔

ورلڈ اسلامک مشن اور علمائے اہل سنت کی جدوجہد کے نتیجے میں یورپ کے اندر بہت سی اسلامی تنظیمیں قادیانیت کے استیصال کے لیے سرگرم عمل ہیں،، مختلف ملکوں میں وقتاً فوقتاً

[1] پیش لفظ قادیانی دھرم۔ ص ۶

ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں، اور کتابیں اور کتابچے شائع ہوتے رہتے ہیں.

تاجدار ختم نبوت کانفرنس برمنگھم:

۱۴ر جولائی ۱۹۹۶ء میں برمنگھم میں منعقدہ تاجدار ختم نبوت کانفرنس میں جس کا انعقاد مرکزی جماعت اہل سنت برطانیہ نے کیا تھا، علامہ نورانی نے گھن گرج کے ساتھ قادیانیوں کو للکارا، پھر جرمنی میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کی صدارت کی اور وہاں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کی سرکوبی کے لیے لائحہ عمل مرتب کیا۔

۲۲ر اگست ۱۹۹۶ء سے ۱۰ر دسمبر ۱۹۹۶ء تک علامہ نورانی نے کناڈا کے تبلیغی دورے کے دوران وانکوور، اوٹاوا، اور مانٹریال میں ختم نبوت کے عنوان پر ہونے والی تاریخی کانفرنسوں سے خطاب کیا، اسی طرح ہالینڈ جو ایک زمانے میں سر ظفراللہ کے سیاسی اثرات کے باعث قادیانیت کا ایک اہم ترین مرکز بن چکا تھا، وہاں حضرت قائد اہل سنت کی مسلسل دینی و ملی کاوشوں سے اب قادیانیت تقریبا دم توڑ چکی ہے، اور ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کے زیر اہتمام وہاں مختلف مساجد اور دینی اداروں سے قادیانیت کی سرکوبی کے لیے مسلسل کام ہو رہا ہے، قائد اہل سنت کی سرپرستی میں ٹرسٹ کے زیر اہتمام انگریزی میں LAST BLOW TO QADYANIYAT اور عربی میں "القادیانیۃ اقلیۃ غیر مسلمۃ" کے نام سے دو کتابیں متعدّد بار لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر پوری دنیا میں بلا قیمت تقسیم کی جا چکی ہیں، ان دونوں کتابیں کے ہزاروں نسخے حال ہی میں سینٹرل ایشیا کی مسلم مملکتوں میں تقسیم کیے گئے، اسی طرح افریقہ و امریکہ میں یہ کتابیں فری تقسیم کی جا رہی ہیں، البانیہ، بوسینیا، اور یوگوسلاویہ کی مسلم ریاست کوسوا میں بھی یہ کتابیں بڑی تعداد میں بھیجی گئی ہیں۔

پہلی ختم نبوت کانفرنس ۱۹۹۹ء ہالینڈ:

۱۰ر اکتوبر ۱۹۹۹ء کو ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کے زیر اہتمام جامعہ مدینۃ الاسلام دی ہیگ میں شاندار ختم نبوت کانفرنس ہوئی، جس کی صدارت و قیادت علامہ نورانی اور نظامت محبی مولانا شفیق الرحمن عزیزی مصباحی رکن و ناظم نشریات ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ نے کی، جس

میں بر صغیر ہندو پاک کے علاوہ برطانیہ، جرمنی، بلجیم، فن لینڈ نے کی جس میں بر صغیر ہندو پاک کے علاوہ برطانیہ، جرمنی، بلجیم، فن لینڈ وغیرہ ممالک کے علماو مشائخ نے شرکت کی۔

تجاویز منظور شدہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۱۹۹۹ء

[۱] ورلڈ اسلامک مشن نیدر لینڈ اور مجلس علمائے نیدر لینڈ کے زیر اہتمام ختم نبوت کا یہ نمائندہ اجتماع مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ہر ممکن اقدام کریں اور قادیانی فتنے کے سد باب کے لیے تمام مساعی کو بروے کار لائیں، خصوصی طور پر اپنے اعزہ ،اہل وعیال اور اقارب کو محفوظ کرنے کے لیے کوشش کریں۔

[۲] عقیدہ ختم نبوت کو مسلمان بچوں کے ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے مساجد و اسلامی مکاتب میں ختم نبوت سے متعلق مضامین کی باضابطہ تدریس کی جاے۔

[۳] ورلڈ اسلامک مشن نیدر لینڈ اور مجلس علماے نیدر لینڈ کا یہ نمائندہ اجتماع علما اور آئمہ یورپ کے نام نیز مساجد کے منتظمین اور مسلم تنظیموں کے ارباب حل و عقد سے اپیل کرتا ہے کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور متحد و منظم ہو کر ان کے حملوں کا جو کہ وہ انبیاے کرام اور ختمی مرتبت ﷺ اور حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین و تنقیص کے لیے کر رہے ہیں دفاع کریں۔

[۴] ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ایسے لٹریچر مختلف یوروپین زبانوں میں تیار کیے جائیں جو قادیانیوں کے عقائد باطلہ اور ان کی تحریک کے اسلام دشمن پہلوؤں کو اجاگر کر سکیں نیز میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، اور دیگر نشریاتی ذرائع کو استعمال کر کے اسلام کی حقیقی تصویر پیش کی جاسکے۔

[۵] ختم نبوت کانفرنس کا یہ نمائندہ اجتماع یوروپی ممالک بالخصوص ہالینڈ کی حکومت سے اپیل کرتا ہے، کہ وہ سیاسی پناہ یا انسانی حقوق کی پامالی کی بنیاد پر یہاں آنے والے قادیانیوں کو رہائشی حقوق دیتے وقت ان کے معاملات کی اچھی طرح چھان بین کرے ، اس لیے کہ ہماری معلومات کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کو "غیر مسلم اقلیت" کی حیثیت سے تمام دستوری حقوق حاصل ہیں، اور ان کے جان و مال کو عام حالات میں کوئی خطرہ نہیں ، اور ہم حکومت

پاکستان سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ مغربی ممالک کو مطمئن کریں کہ پاکستان میں قادیانیوں کو کسی طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

٦ اہل اسلام پر یہ بات روشن ہے کہ فتنے کا آغاز قادیانی تحریک کے ذریعے ہوا ہے مسلمان تو صرف اپنے مذہب اور حقوق کا دفاع کر رہے ہیں، یوروپین ملکوں کے ارباب اقتدار کو قادیانی فتنے کی صحیح تصویر پیش کی جائے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم رضی اللہ عنہا کی حیات و شخصیت کے بارے میں قادیانیوں کے مکروہ و گھناؤنے نظریات کو بے نقاب کیا جائے۔

٧ یہ نمائندہ اجتماع مسلمانان یوروپ سے عموماً اور مسلمانان نیدر لینڈ سے خصوصاً مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ورلڈ اسلامک مشن کو مضبوط و مستحکم کریں اور ہر ممکن تعاون کریں تاکہ یورپ میں اسلام کو صحیح صورت میں پیش کیا جاسکے اور باطل فتنوں کا مکمل انسداد کیا جاسکے۔

☆☆☆

دوسری ختم نبوت کانفرنس ۲۰۰۰ء ہالینڈ

ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کی پچیس سالہ ملی خدمات کی تکمیل اور تحریک ختم نبوت کے سو سال پورے ہونے پر "سلور جبلی" اور "ڈائمنڈ جبلی" کے موقع پر جامعہ مدینۃ الاسلام دی ہیگ ہالینڈ میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام دوسری شاندار اور عظیم الشان "ختم نبوت کانفرنس" ٦/ اگست ۲۰۰۰ء کو منعقد ہو رہی ہے، جس کے دعوت نامے، اور اشتہارات جاری کیے جارہے ہیں۔

اس کانفرنس کی صدارت فاتح قادیانیت، امام انقلاب، قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی سربراہ ورلد اسلامک مشن فرمائیں گے، اور دنیا بھر کے علما شریک ہوں گے۔

اسی موقع پر فتنۂ قادیانیت اور تحریک ختم نبوت کے غازیوں اور مجاہدوں بالخصوص ورلڈ اسلامک مشن کی خدمات کے تعارف کے لیے اس رسالے کی ترتیب و اشاعت عمل میں آرہی ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت میں نمایاں خدمات انجام دینے والی کچھ تنظیمیں

[۱] جماعت رضائے مصطفی بریلی شریف

[۲] مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

[۳] جمعیۃ علمائے پاکستان

[۴] جماعت اہل سنت پاکستان و برطانیہ

[۵] ورلڈ اسلامک مشن لندن و پاکستان

[۶] انجمن خدام الصوفیہ

[۷] مہریہ اکیڈمی ناروے

[۸] اسلامک اکیڈمی دی ہیگ ہالینڈ

☆☆☆

کل ہند جماعت رضائے مصطفی کی خدمات

یہ جماعت ۱۹۲۰ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی [متوفی ۱۹۲۱ء] نے اپنی زندگی کے آخری حصے میں قائم فرمائی، رد قادیانیت میں اس کی خدمات قابل ذکر ہیں۔

خاص رد قادیانیت کے سلسلے میں اس نے ایک ماہنامہ جاری کیا، جو حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی کی ادارت میں شائع ہوتا رہا، جس کا پہلا شمارہ قہر الدیان کے نام سے مطبوعہ شکل میں عام طور سے دستیاب ہے، یہ پہلا شمارہ خالص اعلیٰ حضرت کی تحریروں پر مشتمل ہے۔[1]

جماعت کا وفد شدھی تحریک کے انسداد کی مہم پر جب دورہ کرتا ہوا ضلع متھرا پہنچا تو اسے شدھی تحریک کے علاوہ ایک نئے فتنے کا سامنا بھی ہوا، اس علاقے میں قادیانی پہنچ گئے تھے، اور مسلمانوں کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پیش کر رہے تھے، اور مرزا کو نبی منوانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا تھا، لہٰذا جماعت رضائے مصطفی نے مزاحمت کی، مگر جماعت

[1] تاریخ جماعت رضائے مصطفی ص ۹۹ شہاب الدین رضوی

احمدیہ نے مسلم راجپوتوں کو راغب کرنے کے لیے وہی طریقہ اپنایا جو آریائی اختیار کرتے تھے، یعنی جو ان کی بات مانتا اسے روپیہ پیسہ دیتے۔

وفد کی جاں کاہ محنت کے ذریعے قادیانیوں پر کنٹرول پایا جاسکا اور آخر کار قادیانیوں کو ذلت وہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔[1]

جماعت رضائے مصطفی کے مقاصد میں یہ بات بھی شامل تھی کہ حتی الوسع مخالفین اسلام کے حملوں کا تقریر و تحریر کے ذریعہ دفاع کیا جائے اور سادہ لوح مسلمانوں کو ہر قسم کی بد عقیدگی سے بچایا جائے، اس لیے بانی جماعت کی تحریر کردہ کتابیں جو قادیانیت کے رد میں تھیں اس جماعت نے شائع کیں اور وہ دیگر کتب بھی جن میں قادیانیت کے متعلق مباحث تھے، مولانا حامد رضا خان بریلوی کا رسالہ " الصارم الربانی" متعلقہ قادیانیت بھی اسی جماعت نے اولاً شائع کیا۔

[1] دبدبۂ سکندری رامپور ص ۱۳، ۱۳/ ۱۱ اپریل ۱۹۲۳ء بحوالہ تاریخ جماعت رضائے مصطفی ص ۲۵۶، ۲۵۷

تحریک تحفظ ختم نبوت کی کچھ اور شخصیات کی خدمات

مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی کی خدمات:

آپ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے، آپ علامہ شاہ احمد نورانی کے والد ہیں، اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے خلیفہ ہیں، قیام پاکستان کے بعد کراچی چلے گئے پھر مدینہ منورہ میں ۱۹۵۴ء میں انتقال فرمایا، آپ اعلیٰ حضرت کے خلفا میں امتیازی اوصاف کے حامل تھے، آپ کئی زبانوں کے ماہر تھے، آپ نے عالمی پیمانے پر مجاہدۂ تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھایا، یورپ و امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، اور ایشیا کے سیکڑوں ملکوں میں گھوم گھوم کر اسلام کی تبلیغ کی۔

اسی ضمن میں قادیانیت کے خلاف جہاد بھی کیا، آپ کی تبلیغ سے جہاں ستر ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور بہت سے بد عمل اور بد عقیدہ لوگ راہ راست پر آئے وہیں بے شمار قادیانی آپ کی تبلیغ کے اثر سے قادیانیت سے تائب ہوئے، آپ نے تحریر و تقریر دونوں ذریعوں سے قادیانیت کی بیخ کنی کی، اور اس فتنے سے دنیا کو آزاد کیا۔

حضرت مبلغ اسلام نے اپنے عالمی دوروں خصوصاً افریقی ممالک اور انڈونیشیا و ملیشیا کے تبلیغی دوروں میں قادیانیت کے خلاف جہاد کیا اور عقیدہ ختم نبوت کی بین الاقوامی سطح پر ترجمانی کا اولین سہرا آپ ہی کے سر ہے، فتنۂ قادیانیت سے عالم اسلام کو آگاہ کرنے کے لیے آپ نے انگریزی میں "THE MIRROR" عربی میں "المرآۃ" اور اردو اور انڈونیشیا کی زبان میں "مرزائی حقیقت کا اظہار" نامی کتابیں لکھیں، اور لا تعداد نسخے دنیا بھر میں تقسیم کرنے کا انتظام بھی فرمایا۔

یہ کتاب در حقیقت، ماریشش کے مرزائی مبلغ حافظ جمال احمد کے اشتہار "حقیقت کا اظہار" کا رد بلیغ ہے، جس کو مرزائی مبلغ نے اس وقت شائع کیا جب مولف کتاب حضرت علامہ عبدالعلیم میرٹھی ماریشش کے تبلیغی دورے سے واپس ہو رہے تھے، اور روز ہل [ماریشس] کے مسلمانوں کے درمیان آخری وعظ قادیانیت کی رد میں فرمایا تھا۔

اس کتاب میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تحریروں کا ذکر ہے، جو سواد اعظم کے متوارث اسلامی عقائد کے خلاف ہیں، پھر بتایا ہے کہ حدیث میں مروی لفظ سواد اعظم سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں اور قادیانیت سواد اعظم سے الگ ایک باطل فرقہ ہے، پھر خاتم النبیین کا صحیح مفہوم بتایا ہے، جو قرآن و حدیث اور تصریحات علما کے مطابق ہے اور وہ مفہوم یہ ہے کہ حضور سب سے آخری نبی ہیں، اخیر میں "خدائی سرخی کی چھینٹیں" کے عنوان سے شان الوہیت میں مرزا کی گستاخیوں کا ذکر کیا ہے، مزید کچھ اور بحثیں بھی ہیں۔

۱۹۲۷ء میں انڈونیشیا کی سب سے بڑی اسلامی تنظیم جمعیت محمدیہ کے پلیٹ فارم سے قادیانیوں کے حملوں کا جواب دیا۔[1]

اسی کے لگ بھگ ملایا میں اسلام پر قادیانی حملے کے اثر کو ختم کیا اور عربی، اردو، اور انگریزی میں تقاریر کا سلسلہ شروع کیا، جس میں مسلمانوں کی مذہبی زندگی کو قادیانیت کے جرائم سے محفوظ کر دیا اور وہ اثر ہوا کہ مرزائیوں کا داخلہ بند ہو گیا۔

۱۹۲۸ء میں ماریشش پہونچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے مسلمان قادیانیوں کے پنجے میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں، چنانچہ آپ نے جلسوں میں بر سر عام مرزا غلام احمد قادیانی کے عبدیت، مسیح موعود اور نبوت کے جھوٹے دعووں کا رد کیا، اور مرزائیوں کے دیگر عقائد کا رد کیا، مرزائیت کے خلاف آپ کے اس لسانی جہاد کا جہاں یہ اثر ہوا کہ بے شمار قادیانیوں نے قادیانیت ترک کر دی اور اسلام قبول کیا، ماریشش میں پہلی بار مرزائیت کو حق کے مقابلے میں شکست و ناکامی سے دو چار ہونا پڑا، اور اس کے بعد اس ملک میں اس جماعت کی ترقی کے امکانات ختم ہو گئے۔[2]

سرینام [جنوبی امریکہ] مرزائیوں کا مرکز تھا، جہاں غالباً ۱۹۳۵ء میں سب سے پہلے تبلیغ دین کے لیے حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، جنھوں نے ایک بڑی تعداد کو مرزائیت کے فریب سے نجات دلائی اور اہل سنت و جماعت کا مرکز قائم کیا۔[3]

---

[1] حیات علیم رضا ص ۲۲

[2] حیات علیم رضا: ص ۲۵/۲۶

[3] تعارف علما اہل سنت: ص ۳۷/۳۸

حضرت مبلغ اسلام ۱۹۲۸ء میں پورٹ لوئس [ماریشس] کے میئر عبدالرزاق صاحب کی دعوت پر جب ماریشش پہونچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانیت کے دجل وفریب نے بری طرح متاثر کردیا ہے، آپ نے فوری طور پر مرزا قادیانی کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا اور جگہ جگہ جلسے منعقد کرکے مسلمانوں کو اس جھوٹے نبی کی کفریہ باتوں سے آگاہ کیا، اور آپ نے اپنے مساعی سے قادیانیت کی کمر تور دی، تاہم ایک چھوٹا سا گروہ پروفیسر زین العابدین نامی شخص کے ماتحت قادیانیت پر قائم رہا، لیکن جب حضرت مبلغ اسلام نے ۱۹۳۰ء میں ماریشش کا دوبارہ دورہ فرمایا تو پروفیسر موصوف نے حضرت سے کئی مباحثے کیے اور بالآخر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قادیانیت سے توبہ کی اور آپ کے ہاتھوں پر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے، اس طرح ماریشش میں مرزائیت اور قادیانیت کا مکمل خاتمہ ہوگیا۔

۱۹۳۱ء میں جب علامہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی سنگاپور کے دورہ پر وہاں تشریف لے گئے تو وہاں تقریبا ایک ماہ قیام کے دوران آپ نے مسلسل رد قادیانیت میں تقاریر فرمائیں۔ اور بہت سے قادیانیوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔

اسی طرح سری لنکا، ہانگ کانگ، فلپائن، مشرقی افریقہ، جنوبی افریقہ، برٹش گیانا، ڈچ گیانا، مڈغاسکر، کناڈا اور ٹرینی ڈاڈ کے تبلیغی دوروں کے درمیان آپ نے فتنۂ قادیانیت کے خلاف زبردست تقاریر کیں اور "عقیدۂ ختم نبوت" کے مسئلہ پر بہت سے مباحثوں اور مناظروں میں قادیانیوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا، اور آپ کی فاضلانہ وعلمی کاوشوں سے ہزاروں قادیانیوں کو توبہ کی توفیق ہوئی۔

صدرالشریعہ کی خدمات:

صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب "بہار شریعت" کے حصہ اول میں جہاں بہت سارے باطل فرقوں کے عقائد و نظریات اور اللہ ورسول کی شان الوہیت اور رسالت میں ان کی گستاخ آمیز تحریروں کا رد کیا ہے وہیں فرقۂ قادیانیت اور اس کے بانی مرزغلام احمد قادیانی کا تذکرہ بھی تفصیل سے ہے، نیز اس کے عقائد و نظریات کی بیخ کنی

ہے، اور اسی پر بس نہیں بلکہ فتاویٰ امجدیہ میں بھی مختلف مقامات پر قادیانیت کی صراحۃً تکفیر بھی کی ہے، چنانچہ ایک استفتا کے جواب میں لکھتے ہیں:

"حضور اقدس ﷺ کو اللہ عزوجل نے خاتم النبیین اور آخر الانبیا کیا، حضور کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوسکتا، بکثرت احادیث اس پر ناطق اور خود قرآن عظیم کی نص قطعی "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" اس مدعا پر شاہد جو شخص حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کا قائل ہو یا اسے جائز مانے وہ قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے، اگر وہ شخص قادیانی تھا تو کافر تھا" [1]

مولانا سید حسین الدین شاہ ضیا کی خدمات:

علامہ ابوالخیر سید حسین شاہ ضیا ۱۹۳۳ء میں موضع سلطان پور ضلع اٹک [علاقہ حسن ابدال] کے علمی اور روحانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ جمعیت علمائے پاکستان کی مرکزی مجلس عمل کے ممبر رہ چکے ہیں، اور مرکزی جماعت اہل سنت کے نائب ناظم اول بھی ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں جب کہ آپ تعلیم حاصل کر رہے تھے، مختلف مقامات پر تحریک کے حق میں تقاریر کیں اور بھیرہ ضلع سرگودھا سے گرفتاری پیش کی اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر تین ماہ شاہ پور جیل میں پابند سلاسل رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کے رکن رہے، پالیسی ساز اجلاسوں اور مختلف علاقوں کے جلسوں میں شرکت اور تنظیم سازی کے علاوہ آپ نے اپنے زیر اہتمام مرکزی رہنماؤں کے جلسے کرائے اور مختلف کتب خانوں سے مرزائیوں کی کتابیں مہیا کر کے اسمبلی میں پیش کرنے کے لیے قائدین کو مواد مہیا کیا، اس تحریک میں آپ نے ملک بھر کے مشائخ کو بلا کر اپنے دارالعلوم میں مشائخ کانفرنس منعقد کی اور مرزائیوں سے سماجی بائیکاٹ کی تائید کر کے تحریک کو تازہ کمک پہونچائی [2]

---

[1] فتاویٰ امجدیہ ج ۲ ص ۴۷

[2] تعارف علماے اہل سنت: ص ۹۷،۹۶،۹۴

علامہ عبدالحق غور غشتوی کا ایک مرزائی سے مناظرہ

حضرت مولانا عبدالحق غور غشتوی صاحب، جھاڑ علاقہ تربیلہ میں مولانا محمد جان سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے، تو مولانا محمد جان نے بتایا کہ میاں عبدالجبار مرزائی ساکن گندف سیداں ہزارہ ڈویژن نے مجھے ایک خط میں لکھا ہے کہ یا تو مرزائیوں کو کافر کہنا چھوڑ دو یا پھر ہم سے مناظرہ کرو اور مشورہ طلب کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے، حضرت مولانا صاحب نے فرمایا آپ اس علاقے کے مفتی ہیں، اگر آپ خاموش رہے تو عوام سمجھیں گے کہ مولوی عبدالجبار حق پر ہے، چنانچہ انہوں نے مولانا صاحب کو ساتھ لیا اور بمقام گندف پہونچ گئے ،عوام کو پتہ چلا تو گرد و نواح کے لوگوں کا جم غفیر جمع ہو گیا۔

مولوی عبدالجبار اور اس کے حواری بار بار بلانے کے باوجود میدان مناظرہ میں نہ نکلے اور بالآخر اصرار شدید کے بعد شام چار بجے کے قریب اپنے حواریوں سمیت آپہونچے، علما نے متفقہ طور پر اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت مولانا غور غشتوی کو مناظر منتخب کیا، ،مختلف سوالات و جوابات کے تبادلے کے بعد جب مولوی عبدالجبار کا بس نہ چلا اور علم کے اس کوہ گراں کے سامنے نہ ٹھہر سکا، تو اپنی ندامت چھپانے کے لیے پشتوں زبان میں اپنے ساتھی سے کہنے لگا" خودی رازور ور ملاّدے "[بھئی یہ مولوی تو کوئی آفت ہے] میاں عبدالحق نے فرمایا کہ مرزا کی گمراہیاں آپ کے سامنے پیش کر دی ہیں، آپ کی مرضی ہے کہ اب راہ حق قبول کریں یا نہ کریں۔

مولوی عبدالجبار مبہوت ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور یوں مولانا عبدالحق غور غشتوی کو کامیابی حاصل ہوئی، اس کے بعد آپ نے لوگوں کے سوال پر فرمایا کہ جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے اس کی غمی اور شادی میں شرکت نہ کی جائے۔[1]

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی لاہور:

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ۱۳۴۲ھ / ۱۸ دسمبر ۱۹۳۳ء میں بمقام میراہ علاقہ اہر

[1] تعارف علماے اہل سنت ص ۱۳۴، ۱۳۵

تناول، مانسہرہ (ہزارہ) پیدا ہوئے، آپ کو جمعیت علماے پاکستان لاہور کا صدر اور مرکزی ناظم نشر و اشاعت مقرر کیا گیا۔

تحریک ختم نبوت میں آپ کی ہدایت کے مطابق جامعہ کے طلبہ اور مدرسین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حتیٰ کی قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

قومی اسمبلی میں حوالہ جات کے لیے کتب کی ضرورت میں آپ نے قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کی حتی الامکان معاونت کی، مرزائیوں کے شرعی بائیکاٹ کے بارے میں ایک مدلل فتویٰ جاری کیا جسے انجمن طلباے اسلام نے شائع کیا۔[1]

مولانا حافظ عبد الغفور راولپنڈی:

حضرت حافظ عبد الغفور بن حافظ فضل حق بمقام کیمبل پور ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء میں اعوان خاندان کے ایک علم دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔

تحریک ختم نبوت میں حضرت پیر طریقت خواجہ غلام محی الدین المعروف بابو جی [۱۳۹۴ھ / ۲۲ جون ۱۹۷۴] رحمہ اللہ نے تین سو تیرہ افراد پر مشتمل ایک قافلہ مختلف شہروں میں ختم نبوت کے حق میں مظاہروں کے لیے مرتب فرمایا، اس کے سالار آپ [مولانا عبد الغفور صاحب] اور محمد شفیع صاحب (حضرو) مقرر فرمائے گئے، اس قافلے نے کیمبپور کے چیدہ شہروں میں شاندار مظاہرہ کیا۔

علاوہ ازیں آپ جمعیت علماے پاکستان کے منشور کے مطابق مملکت خداداد پاکستان میں نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ کے لیے کارہائے نمایاں سر انجام دے رہے ہیں۔[2]

مولانا محمد کرم الدین دبیر کی خدمات:

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر ۱۸۵۷ء سے چار پانچ سال پہلے ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔

---

[1] تعارف علماے اہل سنت: ص ۱۸۳ / ۱۸۸ / ۱۸۹

[2] تعارف علماے اہل سنت پاکستان ص ۱۷۹

مولانا محمد کرم الدین دبیر کو قدرت نے بے پناہ مناظرانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا، چنانچہ انہوں نے تمام عمر مذہب باطلہ [مرزائیہ، شیعہ، وہابیہ] کی تردید اور ان سے مناظرے کرنے میں صرف فرمائی، آپ کے مخلص دوست مولانا فقیر محمد جہلمی [مؤلف حدائق حنفیہ] جہلم سے ہفت روزہ سراج الاخبار نکالتے تھے، انہوں نے مولانا کرم الدین کو اس رسالے کا مدیر مقرر کر دیا، آپ نے مرزائیوں کے خلاف زوردار مضامین لکھے، دنیائے مرزائیت میں تہلکہ مچ گیا، اور کوئی چارہ نظر نہ آیا تو آپ کے خلاف یکے بعد دیگرے کئی مقدمات دائر کر دئے، پہلا مقدمہ ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء کو اور دوسرا ۲۹ جون ۱۹۰۳ء کو حکیم فضل دین بھیروی قادیانی کی طرف سے گورداس پور میں دائر کیا گیا، تیسرا مقدمہ شیخ یعقوب علی تاب ایڈیٹر اخبار الحکم کی طرف سے مولانا کرم الدین دبیر اور مولانا فقیر محمد جہلمی پر قائم کیا گیا جس میں مدعا علیہما پر ۵۴ روپئے جرمانہ ہوا جو ادا کر دیا گیا۔

۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء کو مرزائیوں کی طرف سے ایک کتاب "مواہب الرحمن" جہلم میں تقسیم کی گئی، جس میں مولانا کے خلاف جی بھر کر زہر اگلا گیا تھا، مولانا کرم الدین دبیر نے مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف استغاثہ دائر کر دیا، یہ مقدمہ دو سال تک چلتا رہا، ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو گوداس پور کے جج نے مرزا غلام احمد قادیانی پر پانچ سو روپئے اور حکیم فضل دین پر دو سو روپئے کا جرمانہ کا حکم دیا اور جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں بالترتیب چھ ماہ اور پانچ ماہ قید کا حکم سنایا، اس مقدمہ میں مولانا کرم الدین کے بے باک بیانات نے مرزائیوں کے کس بل نکال دیے اور فیصلے نے تو مرزائیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھا دی، اس کے علاوہ مولوی اللہ دتہ اور دیگر مرزائی مناظرین کے ساتھ کامیاب مناظرے کیے اور انھیں شکست فاش سے دوچار کر دیا۔

"تازیانۂ عبرت" ان مقدمات کی تفصیل ہے جو مولانا نے جہلم اور گورداس پور میں مرزائے قادیانی کے خلاف لڑے۔ [1]

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۳

پیر کرم شاہ ازہری کی خدمات:

تفسیر ضیاء القرآن اور سیرت کی کتاب ضیاء النبی کے مصنف علامہ پیر کرم شاہ ازہری متوفی ۷/اپریل ۱۹۹۸ء نے بھی تحریک تحفظ ختم نبوت میں تقریر و تحریر کے ذریعے بھرپور حصہ لیا اور قادیانیت کا رد بلیغ فرمایا، اپنی ادارت میں شائع ہونے والے ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور کا دسمبر ۱۹۷۴ء میں شاندار ختم نبوت نمبر شائع کیا۔

اپنی مشہور تفسیر قرآن "ضیاء القرآن" میں آیت کریمہ "و مُبشراً یأتی من بعدی اسمه احمد" کے تحت مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت و رسالت کا رد کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> "رہا آخری سوال کہ جس شخص کا نام غلام احمد ہو وہ اس آیت کا مصداق بن سکتا ہے اور اسے احمد قرار دیا جاسکتا ہے، اس کے بارے میں اتنا ہی سمجھ لیں کہ ایک شخص جس کا نام عبداللہ ہو وہ اپنے نام سے عبد حذف کر کے اللہ نہیں کہلا سکتا تو اسی طرح غلام احمد نامی شخص غلام کا لفظ کاٹ کر اپنے آپ کو احمد کہلائے گا، تو اس سے بڑھ کر قرآن کی کوئی تحریف نہیں ہو سکتی۔" [1]

علامہ عبد المصطفیٰ ازہری کی خدمات:

آپ صدر الشریعہ مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت کے صاحبزادے ہیں۔ ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں بریلی شریف بھارت میں پیدا ہوئے، آپ کا اصلی وطن قصبہ گھوسی ضلع مئو ہے، آپ نے جامعہ ازہر میں تعلیم پائی، ۱۹۴۸ء میں پاکستان میں مقیم ہوئے۔

آپ جمعیت علمائے پاکستان صوبہ سندھ کے صدر اور قومی اسمبلی میں جمعیت کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے علامہ شاہ احمد نورانی کے دست راست رہے، آئین کی تدوین کے وقت ۱۹۷۰ء میں جب آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے کا مرحلہ آیا تو علامہ نورانی کی تحریک کے جواب میں حکومتی ممبر اسمبلی کوثر نیازی نے کہا کہ تمام مکاتب فکر کسی ایک تعریف پر متفق نہیں ہیں، تو علامہ ازہری نے متفقہ تعریف مرتب کی جو ہر مکتب فکر کے اراکین اسمبلی کے دستخطوں سے اسمبلی میں پیش کی گئی۔ [2]

---

[1] ضیاء القرآن ج ۵ ص ۲۲۲

[2] تعارف علمائے اہل سنت ص ۲۰۶/۲۰۸

علامہ سید محمود احمد رضوی کی خدمات:

آپ ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے، مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری کے صاحبزادے ہیں، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قیادت فرمانے والے علامہ ابوالحسنات قادری آپ کے چچا ہیں، علامہ رضوی نے حضرت مفتی محمد حسین نعیمی کے تعاون سے اپنی ذاتی مشین پر پمفلٹ چھاپ کر فوج اور پولیس کے نوجوانوں کو تحریک کی افادیت واہمیت سے آگاہ کیا، آپ جمعیۃ علمائے پاکستان کے مرکزی ناظم بھی رہ چکے ہیں۔

تحریک ختم نبوت کو بامقصد بنانے کے لیے جب مئی ۱۹۷۴ء میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل نو ہوئی تو آپ جنرل سکریٹری بنائے گئے اور سرگرمی دکھائی، تحریک کی کامیابی پر ۲۸/ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو ایک بیان میں کہا کہ تحریک ختم نبوت کی کامیابی پاکستان میں سوشلزم اور کمیونزم کی شکست ہے۔

مولانا محمد اکرام الدین بخاری کی خدمات:

آپ اپنے خطبات میں اصلاح عقائد اور بدمذہبوں سے اجتناب پر بہت زور دیتے تھے، چنانچہ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

کوئی مرزائی ،وہابی، کوئی چکڑالوی لیکن
خدا کا شکر مومن اک فقط سنت جماعت ہے

ان کے دور میں مرزائے قادیان کے دعاوی کا بہت زور شور سے پروپیگنڈا کیا جارہا تھا، علمائے اسلام کی ہمنوائی میں مولانا نے عقائد اہل سنت کے تحفظ اور مرزا جی کے بلند بانگ دعاوی کے رد میں بڑی سرگرمی دکھائی، اور بذریعہ تحریر وتقریر اس فریضہ کو باحسن وجوہ نبھایا، چنانچہ اپنی تالیف فیض جاری ملقب بہ ”ہدیۃ البخاری“ کے ایک خطبہ [جس میں مسئلہ ختم نبوت کا مدلل طور پر بیان فرمایا] سے پہلے فرماتے ہیں:

”آج کل خطۂ پنجاب وغیرہ میں دعوئ نبوت و مہدویت کا بہت چرچا ہوگیا ہے، چناںچہ مریدان مرزا قادیانی کہ بڑے دعوے سے مرزا کو وحی آنا وعیسی موعود

ہونے کو ثابت کرنے میں سرگرم ہیں، اگرچہ تمہید علامہ امام ابوالشکور سالمی میں صاف وارد ہے کہ

"و من یری الوحی و النبوۃ لاحدٍ بعد محمد ﷺ غیر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فانہ یصیر کافرا"۔

"جو شخص نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی کے لیے وحی اور نبوت کا اعتقاد کرے وہ کافر ہے"[1]

مولانا عبدالماجد بدایونی کی خدمات:

مولانا ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں دہلی میں پیدا ہوئے، جمعیۃ العلما پاکستان کے قیام اور استحکام کے لیے ابتدا ہی سے آپ نے اپنی کوششیں وقف کر رکھی تھیں، حضرت علامہ ابوالحسنات قادری کے وصال کے بعد جمعیۃ کے مرکزی صدر بنے اور اپنی شبانہ روز محنت سے جمعیۃ کو چار چاند لگا دیے، مولانا ان علما میں شامل تھے جنھوں نے ۲۲ نکات پر مشتمل دستوری خاکہ مرتب کیا تھا، ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو اس میں آپ نے کھل کر حصہ لیا اور انتہائی علالت کے باوجود فروری ۱۹۵۳ء سے جنوری ۱۹۵۴ء تک کراچی اور سندھ کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔[2]

مفتی عبدالحفیظ حقانی کی خدمات: آپ ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں بریلی میں پیدا ہوئے، ۱۹۳۴ء میں انجمن تبلیغ الاحناف کی دعوت پر امرتسر تشریف لے گئے اور مسجد سکندر خاں، ہال بازار میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے، اس علاقے میں مرزائیوں کی سرگرمیاں عروج پر تھیں، مفتی صاحب نے ان کے رد میں ایک جامع کتاب " السیوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیۃ "تحریر فرمائی، دوسرا رسالہ " **الحسنیٰ والمزید لمحب التقلید** "لکھا جس میں تقلید شخصی کے وجوب پر بہترین انداز میں گفتگو فرمائی۔

آپ نے "مرزائیت پر تبصرہ" کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں خاتم النبیین کا

---

[1] تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۷۱

[2] تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان ص ۲۰۶/۲۰۲

صحیح مفہوم بیان کیا، یہ کتاب مرکزی مجلس انجمن حزب الاحناف لاہور کی طرف سے شائع ہوئی۔[1]

مولانا غلام قادر بھیروی کی خدمات:

مولانا ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء میں بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے، لاہور کے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے لیے عیسائیوں اور مرزائیوں کے علاوہ دیوبندی، وہابی نیچری اور شیعی علما نے سازشوں کے جال بچھانے شروع کیے، تو مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ نے تحریر و تقریر اور وعظ و مناظرہ کے ذریعہ سب کے دانت کھٹے کر دیے، علمی دبدبے اور طبیعت کے جلال کے سبب کسی کو سامنے آنے کی جرأت کم ہی ہوتی تھی۔

مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ کی مسجد میں کوئی بدمذہب بغرض فساد داخل ہو جاتا تو اسے دھکے دے کر باہر نکلوا دیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر علمائے اہل سنت اس تصلب کا مظاہرہ نہ کرتے تو آج دین کا حلیہ بگڑ چکا ہوتا، پنجاب کے علما میں سب سے پہلے مرزائے قادیانی کے خلاف آپ ہی نے فتویٰ دیا اور اس وقت مرزا کی تردید کی جب کہ اس نے ابھی تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔[2]

علامہ محمد حسن فیضی کی خدمات:

آپ کا یہ علمی کارنامہ ناقابل فراموش ہے کہ آپ نے اعجاز و نبوت کے مدعی، تفسیر قرآن اور عربی نویسی میں " انا ولا غیری "[ہمچوں ما دیگرے نیست] کا ڈھنڈورا پیٹنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کو وہ شکست فاش دی کہ مرزا صاحب تازیست علامہ کا سامنا کرنے کی ہمت نہ کر سکے، ہوا یوں کہ مرزا صاحب کے بلند بانگ دعاوی اور الہامات کے پر زور اعلانات سن کر علامہ فیضی ۱۳/ فروری ۱۸۹۹ کو مسجد حکیم حسام الدین [سیالکوٹ] میں بنفس نفیس تشریف لے گئے اور اپنا ایک بے نقطہ عربی قصیدہ [بلا ترجمہ] مرزا صاحب کو دکھایا، جس میں لکھا تھا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو مجھے آپ کے الہام کی تصدیق کے لیے یہی کافی ہے کہ اس قصیدہ کا مطلب

---

[1] تذکرہ اکابر علمائے اہل سنت ص ۲۱۰/ ۲۱۲

[2] تذکرہ اکابر علمائے اہل سنت پاکستان ص ۳۲۶/ ۳۲۷/ ۳۲۸

حاضرین کو سنادیں۔اس قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

لما لک ملکه حمد ،سلام
علی مرسوله علم الکمال
حمودٍ احمد و محمد و
طهور مع اولاد و آل
اما مملوک احمد اهل علم
والهام و حلال السوال

مرزا صاحب کو کافی دیکھنے کے بعد جب کچھ بھی پتہ نہ چلا تو اپنے ایک فاضل حواری کو دیدیا مگر اس کے پلے بھی کچھ نہ پڑا، مقابلہ و معارضہ تو کجا انھیں مطلب بھی سمجھ نہ آیا، اور نہ ہی قصیدے کو صحیح طریقے سے پڑھ سکے، آخر یہ کہہ کر قصیدہ واپس کر دیا کہ ہمیں تو اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا، آپ ترجمہ کر دیں۔

علامہ فیضی نے ۹/ مئی ۱۸۹۹ء کو "سراج الاخبار" میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں یہ تمام واقعہ درج کر دیا، اور آخر میں کھلے لفظوں میں مرزا صاحب کو چیلینج کیا:

"اخیر پر میں مرزا صاحب کو اشتہار دیتا ہوں کہ اگر وہ اپنے عقائد میں سچے ہوں تو آئیں، صدر جہلم میں کسی مقام پر مجھ سے مباحثہ کریں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔یا نظم میں ،عربی ہو یا فارسی یا اردو، آپیے سنیے اور سنایے"

مگر مرزا صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور اس طرح چپ سادھی کہ کروٹ نہ بدلی ،بعد ازاں پھر مرزا صاحب کو ایک مکتوب ارسال کیا جو ۱۳/ اگست / ۱۹۰۰ء کو "سراج الاخبار" میں شائع ہوا، اس میں پھر آپ نے مرزا صاحب کو دعوت مقابلہ دی اور واضح طور پر لکھا کہ:

"میں آپ کے ساتھ ہر ایک مناسب شرط پر عربی نثر و نظم لکھنے کو تیار ہوں، تاریخ کا تقرر آپ ہی کر دیجیے اور اطلاع کر دیجیے کہ میں آپ کے سامنے اپنے آپ کو حاضر کر دوں"

اس دفعہ آپ نے جہلم کی قید بھی ختم کر دی اور مرزا صاحب کو اختیار دیا کہ جہاں چاہیں

مقابلہ کے لیے آجائیں لیکن ’’ھل من مبارز‘‘ کا بانگ دہل اعلان کرنے والے مرزا صاحب اس چیلنج کو بھی حسب سابق پی گئے، اور منقار زیر پر رہنے میں عافیت سمجھی۔

مرزا صاحب نے آئے دن نت نئے دعوؤں پر اکتفانہ کیا بلکہ ایک قدم آگے بڑھا کر تمام علمائے اسلام، خاص طور پر شیخ الاسلام، مرشد المسلمین، حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ کو تحریری مقابلہ کا بڑی شدو مد سے چیلینج کیا تو آپ نے اپنی تمام مصروفیات کے باوجود مرزا کا چیلینج قبول کیا اور ۲۴/ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور تشریف لائے، سیکڑوں علما اور ہزاروں عوام حق و باطل کا فیصلہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لیے موجود تھے، لیکن مرزا صاحب کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوسکی، اس موقع پر علامہ فیضی نے بادشاہی مسجد میں ہزاروں کی اجتماع میں پر مغز تقریر کی اور مرزا صاحب کے تمام مکرو فریب کو طشت از بام کردیا، جس سے تمام لوگوں پر حضرت پیر صاحب کی حقانیت اور مرزا کی بطالت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی۔

علامہ فیضی قدس سرہ نے دوران تقریر فرمایا: حضرت پیر صاحب ۲۴/ اگست سے لاہور میں تشریف فرما ہیں لیکن مرزا صاحب ادھر آنے کا نام تک نہ لیے۔

> ’’یہ حقیقت میں خود مرزا کے اپنے قول کے مطابق ایک الٰہی عظمت و جلال کا کھلم کھلا نشان تھا جس نے مرزا کی جھوٹی و بے جاشیخی کو کچل ڈالا اور آپ کے سوا اس کی وہ گت ہوئی کہ مقابلہ و مباحثہ لاہور تو در کنار آپ کو سوائے اپنے بیت المقدس کے تمام دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی اور ’’ **و قذف فی قلوبھم الرعب بما کفروا**۔‘‘ کا مضمون دوبارہ دنیا کے صفحہ پر معرض ظہور پر آیا‘‘

بر خلاف اس کے حضور پر نور حضرت پیر صاحب ممدوح کے دست مبارک پر خداوند کریم نے وہ نشان ظاہر کردیا جس کا آیت مبارکہ ’’ **و کان حقاً علینا نصر المؤمنین** ‘‘ میں وعدہ دیا گیا تھا۔

علامہ فیضی رحمۃ اللہ علیہ جب تک زندہ رہے اس وقت تک تو مرزا صاحب نے سکوت کو حرز جاں بنائے رکھا، لیکن جب علامہ وصال فرما گئے تو مرزا نے موقع کو غنیمت سمجھا اور ان کی وفات کو حسب عادت اپنی صداقت کا نشان قرار دے دیا، چنانچہ مرزا صاحب نے اپنی تصنیف ’’ **حقیقۃ الوحی** ‘‘ میں یوں لکھا کہ:

" ایسا ہی مولوی محمد حسن میری پیشین گوئی کے مطابق مرا جیسا کہ میں نے مفصل اپنی کتاب " مواہب الرحمن " میں لکھا ہے "

"مولوی محمد حسن نے میری کتاب اعجاز احمدی کے حاشیہ پر " **لعنة الله علىٰ الکاذبین** " لکھ کر اپنے تئیں مباہلہ میں ڈالا چنانچہ اس تحریر پر ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ وہ مر گیا۔

تعجب ہے کہ اگر مرزا صاحب اتنے ہی صاحب الہام تھے تو حضرت علامہ فیضی کے بار بار دعوت دینے پر سامنا کرنے کی جرأت کیوں نہ کر سکے ؟[1]

مولانا محمد عبداللہ مردانوی کی خدمات:-

آپ علاقہ جدون تحصیل صوابی ضلع مردان میں پیدا ہوئے، آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں جب کہ آپ فیصل آباد میں تھے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں تحریک کا پہلا جلوس آپ نے مسجد نعمان سے نکالا جو مسجد زینۃ المساجد تک پہونچا تو وہاں سے جلوس کی قیادت آپ کے علاوہ مولانا محمد ابوداؤد محمد صادق نے بھی کی، آپ کا سیاسی تعلق جمعیت علمائے پاکستان سے ہے۔[2]

مولانا محمد عبدالمالک لقمانوی کی خدمات:

آپ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۲۹ء میں بمقام لقمانیہ تربیلہ میں پیدا ہوئے، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کے سابق مہتمم حضرت مولانا عزیز الرحمن جھوہروی کی قیادت اور قاضی شمس الدین [درویش ہری پور] اور مولوی صاحب ڈھینڈہ [ہری پور] کے ہمراہ بھرپور حصہ لیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ نے نمایاں حصہ لیا اور آپ کی بے لاگ اور پر حکمت تبلیغ کے پیش نظر بہت سے مرزائی قادیانیت سے توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، جن میں خان غلام ربانی خان ایڈوکیٹ مانسہرہ کا نام سر فہرست ہے۔

---

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۴۵۴ تا ۴۵۷

[2] تعارف علمائے اہل سنت ص ۱۹۸

۱۶/ جولائی ۱۹۷۸ء کو پشاور میں جماعت اہل سنت کے عظیم کنونشن میں آپ کو جماعت اہل سنت صوبہ سرحد کا نائب صدر چنا گیا۔ [1]

علامہ غلام رسول سعیدی کی خدمات:

آپ ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء میں دہلی میں پیدا ہوئے، آپ نہ یہ کہ صرف صاحب قلم ہیں بلکہ آپ کے مضامین اور تحریرات محققانہ اور موثر ہوتی ہیں، ملکی جرائد و رسائل میں مختلف موضوعات پر آپ کے مضامین چھپتے رہتے ہیں، ماہنامہ ضیاے حرم دسمبر ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں جب آپ کا علمی مقالہ "قادیانیوں کو دعوت اسلام" شائع ہوا تو دبئی کا ایک مرزائی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، چنانچہ اس نے اپنے قلبی جذبات مدیر ضیائے حرم کے نام ارسال کیا۔ [2]

مولانا غلام علی اوکاڑوی کی خدمات:

آپ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں موضع بانیاں نزد لالہ موسی گجرات میں پیدا ہوئے۔

آپ نے جماعت اہل سنت قائم کی اور خالص اعتقادی و نظریاتی بنیادوں پر کام کرتے رہے، کشمیر کے صدر (سابق) مجاہد آزادی کشمیر سردار عبدالقیوم سے مل کر قادیانیوں کے خلاف بل پاس کروایا اور پھر اسلامی قوانین کی دفعات کی تدوین میں مدد کی۔

۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء ہر دو تحاریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور ملک کے گوشے گوشے میں تحفظ ختم نبوت کے مفہوم اور قادیانیوں کی سازشوں سے عوام کو آگاہ کیا۔

آپ جمعیت علماے پاکستان کے صدر رہ چکے ہیں۔ [3]

---

[1] تعارف علماے اہل سنت ص ۲۰۳

[2] ایضاً ص ۲۳۸

[3] ایضاً ص ۲۵۱

مولانا حافظ محمد عالم کی خدمات:

آپ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں موضع رانجن ضلع جموں کشمیر میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا، چنانچہ مارشل لا حکام نے آپ کو گرفتار کر کے فوجی عدالت میں پیش کیا، کچھ عرصہ لاہور قلعہ میں زیر حراست رہے اور تحریک کے خاتمے پر رہا کر دئے گئے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں آپ نے جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر سیالکوٹ سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑا، آپ جمعیت علمائے پاکستان کے ضلعی صدر ہیں۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی آپ نے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے اور پچیس مرزائی آپ کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔[1]

مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی:

آپ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء کو مشہور قصبہ سوجیکے میں پیدا ہوئے، آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں خصوصیت کے ساتھ حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے ساہیوال جیل میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا ابوالنور محمد صادق اور اپنے اکابر تلامذہ حضرت مولانا ابوالضیا محمد باقر نوری اور مولانا ابوالنصر منظور احمد ہاشمی وغیرھما کے ساتھ قید ہوئے، آپ کو ایک سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی تھی، مگر تین ماہ بعد رہا کر دیے گئے۔

۱۹۷۴ء میں جب سانحہ ربوہ کے باعث تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا تو آپ نے تحفظ ناموس رسالت کا نعرہ بلند کرتے ہوئے تحریک میں ناقابل فراموش کردار کا مظاہرہ کیا، ۷ / مارچ ۱۹۷۷ء میں ہونے والے انتخابات میں جمعیت علمائے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے قومی اتحاد کے ٹکٹ پر آپ نے نظام مصطفی کے نفاذ اور مقام مصطفی کے تحفظ کی خاطر انتخاب میں حصہ لیا۔[2]

---

[1] ایضاً ۳۱۵

[2] ایضاً ص ۳۳۲

مولانا منظور احمد شاہ ہاشمی کی خدمات:

آپ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۳۰ء میں فیروز پور [انڈیا] کے مقام پر پیدا ہوئے، پاکستان بننے کے بعد مرزائیت کے ناسور کو ختم کرنے کی خاطر مسلمانان پاکستان نے دو مرتبہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں تحریک چلائی جو بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور پاکستان کی قومی آسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، ان دونوں تحریکوں میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں آپ نے ساہیوال میں تحریک کے صدر کی حیثیت میں کام کیا اور دس ماہ کی قید پائی، ۱۹۷۴ء میں ضلع ساہیوال میں دورے کیے اور مرزائیوں کے عقائد سے عوام کو روشناس کرایا، " مرزائیوں سے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت " نامی رسالہ دس ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا۔

علامہ قمر الزماں اعظمی کی خدمات:

آپ ضلع اعظم گڑھ یوپی انڈیا سے تعلق رکھتے ہیں، آپ حافظ ملت کے پروردہ اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور انڈیا کے فیض یافتہ ہیں، اعلیٰ ذہن و فکر کے مالک ہیں، انگریزی اچھی جانتے ہیں، مقبول بہترین صاحب خطیب ہیں، ورلڈ اسلامک مشن کے قیام ہی سے اس سے وابستہ ہو کر لندن میں مقیم ہیں اور مشن کے کے پلیٹ فارم سے یوروپین ممالک اور امریکہ میں منعقد ہونے والی بیشتر اسلامی کانفرنسوں اور ختم نبوت کے اجلاسوں میں آپ کی شرکت کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے، یورپ میں علامہ نورانی کے سب سے بڑے معاون کار ہیں، اور علامہ ارشد القادری کے استعفا کے بعد سے تاحال ورلڈ اسلامک مشن کے جنرل سکریٹری کے فرائض بخوبی انجام دے رہے ہیں، رد قادیانیت میں آپ کی خدمات علامہ نورانی کے دوش بدوش ہیں۔

مولانا شفیق الرحمن عزیزی مصباحی کی خدمات:

آپ بھارت یوپی کے مشہور گاؤں جمدا شاہی کے رہنے والے نوجوان اور متحرک عالم دین اور مبلغ ہیں، الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے ۱۹۸۳ء میں فراغت کے بعد کچھ سالوں انڈیا میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد علامہ نورانی کی طلب پر کینیا جا کر تبلیغ کی، پھر عرصے سے

جامع مسجد طیبہ امسٹرڈم ہالینڈ میں خطیب ہیں، ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کے سرگرم رکن، مفتی اور ناظم نشریات ہونے کے ناطے ہالینڈ میں مشن کی ساری سرگرمیوں سے براہ راست وابستہ ہیں، اچھے خطیب ہیں، اور قادیانیت کا پیر اکھاڑنے اور اس کی ہر ممکن مخالفت آپ کا شیوہ ہے، ۱۰/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو مشن کے زیر اہتمام ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی نظامت آپ ہی نے فرمائی۔

مولانا مشتاق احمد چشتی ایم اے کی خدمات:

آپ کا تعلق پاکستان سے ہے ،ایک عرصے سے ناروے میں تبلیغ اسلام کے ساتھ قادیانیت کی سرکوبی کا کام انجام دے رہے ہیں، انھوں نے اس مقصد کے حصول کے لیے مہریہ اکیڈمی اور "ختم نبوت فاؤنڈیشن" کی بنیاد رکھی، قادیانیت کے موضوع پر کئی کتابیں اور مضامین لکھ کر شائع کر چکے ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

[۱] خاتم النبیین کا مفہوم
[۲] یورپ میں قادیانی پروپیگنڈہ کی حقیقت
[۳] اسلام کے خلاف ہولناک سازش
[۴] فاتح قادیان
[۵] چیلنج منظور
[۶] دجل وفریب کے آنسو
[۷] قادیانی غیر مسلم کیوں
[۸] نقاب کشائی
[۹] قادیانیوں کی کذب بیانی

اور کچھ منتظر اشاعت ہیں:

[۱] قادیانیت علامہ اقبال کی نظر میں
[۲] امت مسلمہ سے علیحدگی
[۳] مسلمانان عالم کا متفقہ فیصلہ
[۴] پاکستان قومی اسمبلی کا فیصلہ اور اہل یورپ کو دعوت فکر
[۵] قادیانیت علمائے اسلام کی نظر میں
[۶] مرزا جی کی بات نہ پوچھو
[۷] قائدین تحریک ختم نبوت[1]

قادیانی مرزائی تنظیمیں اور تمام یورپین ممالک کی طرح ناروے میں سرگرم عمل ہیں، عالم اسلام نے جب قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے کر ان کے حج و زیارت پر پابندی

[1] آئینہ صداقت ص ۷

لگادی ہے، اس کے بعد سے ان کی زیر زمین تحریکیں اور زیادہ مستعد اور پر زور ہو گئی۔

کتب ورسائل اور اشتہارات کی اشاعت تیز تر ہو گئی ہے، علماے اسلام کو اس فتنۂ عظیمہ کی طرف متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے، قادیانی فرقہ یوروپین ملکوں کے آزادانہ قانون سے فائدہ اٹھا کر اپنے کو مسلمان کہتا ہے، اور اسلام کے نام پر اپنے باطل عقائد و نظریات کی اشاعت کر کے اور فواحش و منکرات کے دروازے کھول کر اسلام کو بدنام کر رہا ہے۔

یورپی وامریکی ممالک میں رد قادیانیت و تبلیغ اسلام میں مصروف کچھ اور نام

انڈیا کے: علامہ شاہد رضا نعیمی، مولانا اسرار الحق اشرفی، مفتی عبدالواجد قادری، علامہ بدر القادری مصباحی مولانا قمر الحسن مصباحی، مولانا احمد القادری مصباحی، مولانا ممتاز احمد مصباحی، قاری محمد اسمٰعیل مصباحی، مولانا سلطان رضا قادری۔

پاکستان کے: علامہ احمد نثار بیگ قادری، علامہ سید سعادت علی قادری، مولانا افتخار چشتی، مولانا محمد حنیف رضوی، پیر سید منیر حسین شاہ، علامہ سید برکات احمد شاہ، علامہ سید پیر معروف حسین شاہ، سید زاہد حسین رضوی، الحاج محمد صادق قادری، مولانا سید عبدالقادر جیلانی، مولانا سید غلام السیدین، مفتی رحمٰن گل۔

Qadiyaniat Aur Tahreek
Tahaffuze Khatme Nabuwat

جھوٹے مدعیان نبوت میں امت مسلمہ کو سب سے زیادہ نقصان مرزا غلام احمد قادیانی (پیدائش: ۱۸۴۰-موت: ۱۹۰۸) نے پہنچایا، لاکھوں لوگ فتنہ قادیانیت سے متاثر ہوئے اور فی الحال ہو بھی رہے ہیں، جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال کر کے قادیانیت آج بڑی برق رفتاری سے اپنے پاؤں پسار رہی ہے۔

زیر نظر کتاب ''قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت'' فتنہ قادیانیت کی تعریف، تعارف، محاسبہ، تنقیدی جائزہ اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی تاریخ پر مشتمل ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے، جس میں قادیانیت اور بانی قادیانیت کا تعارف، عہد نبوت سے لے کر اب تک جھوٹے مدعیان نبوت کا اجمالی تذکرہ، قادیانیت کا پس منظر اور پیش منظر، قادیانیوں کے تعلق سے حکم شرع اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی عہد بہ عہد تاریخ بیان کرنے کے ساتھ شہیدان ختم نبوت اور مجاہدین تحریک کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی، خصوصیت کے ساتھ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں اہم کردار ادا کرنے والی عظیم شخصیت قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ (ولادت: ۱۹۲۶- وفات: ۲۰۰۳) کی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب کی سب سے بڑی خوبی اس کا اختصار اور جامعیت ہے، صدیوں کی تاریخ اس چھوٹی سی کتاب میں اس طرح سے سمیٹی گئی ہے کہ دریا کو کوزے میں سمونے کا احساس ہوتا ہے، یہ اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن ہے، ایک عرصے تک یہ کتاب مادر علمی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی کے نصاب تعلیم کا حصہ بھی رہی ہے۔

کتاب کا مطالعہ فرمائیں، مصنف کتاب کی علمی و تحقیقی لیاقت، فکری صلابت اور تاریخ و سیر میں آپ کے مطالعہ کی وسعت کا اندازہ خود ہی لگائیں۔

کمال احمد علیمی نظامی

خادم درس و افتا دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، ضلع بستی

۳ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق ۲ اگست ۲۰۲۲ء

Muballigh-E-Islam Reserch Center, Mumbai- India